قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃالمبارک 2/ستمبر 2022ء | 5/صفر 1444 ہجری قمری | 2/تبوک 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:186

ارشاد باری تعالیٰ

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ کَانَ مَشۡہُوۡدًا ﴿۷۹﴾

(بنی اسرائیل: 79)

ترجمہ: سورج کے ڈھلنے سے شروع ہو کر رات کے چھا جانے تک نماز کو قائم کر اور فجر کی تلاوت کو اہمیت دے۔ یقیناً فجر کو قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اُس کی گواہی دی جاتی ہے۔

فرمانِ رسولؐ

قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر تو یہ حساب ٹھیک رہا تو کامیاب ہو گیا اور نجات پا لی ورنہ گھاٹا پایا، نقصان اٹھایا۔

(سنن الترمذی ابواب الصلاۃ باب ماجاء ان اول ما یحاسب... حدیث 413)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سات سال کی عمر کو پہنچنے پر بچے کو نماز کی تلقین کرو اور دس سال کی عمر میں اس کو نماز کا پابند کرنے کے لئے کوئی سختی بھی کرنی پڑے تو کرو اور ان کے بستر الگ کر دو۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ حدیث 495)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

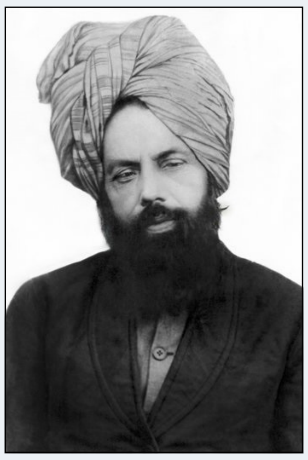

نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے

نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے تا کہ اوّلاً وہ ایک عادتِ راسخہ کی طرح قائم ہو اور رجوع اِلی اللہ کا خیال ہو۔ پھر رفتہ رفتہ وہ وقت آ جاتا ہے کہ انقطاع کُلّی کی حالت میں انسان ایک نور اور ایک لذت کا وارث ہو جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 11 ایڈیشن 1984ء)

پانچ وقت اپنی نمازوں میں دعا کرو۔ اپنی زبان میں بھی دعا کرنی منع نہیں ہے۔ نماز کا مزا نہیں آتا ہے جب تک حضور نہ ہو اور حضورِ قلب نہیں ہوتا ہے جب تک عاجزی نہ ہو۔ عاجزی جب پیدا ہوتی ہے جو یہ سمجھ آ جائے کہ کیا پڑھتا ہے۔ اس لئے اپنی زبان میں اپنے مطالب پیش کرنے کے لئے جوش اور اضطراب پیدا ہو سکتا ہے۔ مگر اس سے یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہئے کہ نماز کو اپنی زبان ہی میں پڑھو۔ نہیں، میرا یہ مطلب ہے کہ مسنون اَدعیہ اور اَذکار کے بعد اپنی زبان میں بھی دعا کیا کرو۔ ورنہ نماز کے ان الفاظ میں خدا نے ایک برکت رکھی ہوئی ہے۔ نماز دعا ہی کا نام ہے اس لئے اس میں دعا کرو کہ وہ تم کو دنیا اور آخرت کی آفتوں سے بچاوے اور خاتمہ بالخیر ہو۔ اور تمام کام تمہارے اس کی مرضی کے موافق ہوں۔ اپنے بیوی بچوں کے لئے بھی دعا کرو۔ نیک انسان بنو۔ اور ہر قسم کی بدی سے بچتے رہو۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 145-146 ایڈیشن 1984ء)

فرمان خلیفہ وقت

ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ نماز برائیوں سے بچاتی ہے تو یقیناً یہ سچ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ جن لوگوں میں نمازیں پڑھنے کے باوجود برائیاں قائم رہتی ہیں ان کی نمازیں صرف ظاہری نمازیں ہوتی ہیں وہ اس کی روح کو نہیں سمجھتے۔ پس یہ بہت ہی قابل فکر بات ہے جس پر ہم میں سے ہر ایک کو اپنی حالت کا جائزہ لینا چاہئے۔ اگر ہمیں لذت و سرور آ رہا ہو یا یہ پکا ارادہ ہو کہ میں نے لذت اور سرور حاصل کرنا ہے تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے کوئی اپنی نمازوں میں باقاعدگی اختیار نہ کرے۔ ہر ایک کو کبھی نہ کبھی اس لذت و سرور کا تجربہ ہو جاتا ہے اور ہوا ہوگا۔ مشکل اور پریشانی میں جب کوئی ہوتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ نمازوں میں بہت سے ایسے ہیں جو بڑے روتے ہیں، گڑگڑاتے ہیں۔ چلتے پھرتے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ اس کی طرف توجہ رہتی ہے اور اسی وجہ سے پھر عبادت کی طرف بھی توجہ رہتی ہے تو کوئی نہ کوئی ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے اور کچھ نہ کچھ توجہ پیدا ہو رہی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ تکلیف کی صورت میں مستقل دعاؤں میں لگے رہتے ہیں۔ لیکن جب اپنی خواہشات پوری ہو جائیں، جب مشکلات سے نکل جائیں تو پھر بہت سارے ایسے ہیں جن کی نمازوں میں، عاجزانہ دعاؤں میں سستی پیدا ہو جاتی ہے۔ پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہمیں مسلسل کوشش سے اپنے سامنے یہ ٹارگٹ رکھنا ہے کہ چاہے حالات اچھے ہوں یا برے، تنگی میں بھی اور کشائش میں بھی اس لذت و سرور کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے جو نشہ کی کیفیت طاری کر دے اور صرف ذاتی حالات ہی نہیں ایک مومن کو تو معاشرے کے عمومی حالات بھی جو ہیں وہ بھی درد پیدا کرنے والے ہونے چاہئیں اور جب یہ درد کی کیفیت ہوتی ہے تو پھر درد سے دعائیں بھی نکلتی ہیں۔

(خطبہ جمعہ 20/ جنوری 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- خوف کے تیر ہیں، رستہ ہے کمانوں جیسا (منظوم)
- ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
- بنیادی مسائل کے جوابات
- خلافت: خوف کو امن میں بدلنے کی ضمانت
- ہجرت، مہاجر اور پیچھے رہ جانے والے احمدی
- ناصرات الاحمدیہ سسکاٹون ریجن کا سالانہ اجتماع 2022ء

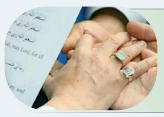

دربارِ خلافت

یہ ہے حسن جماعت احمدیہ کا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

سیرالیون پیپلز پارٹی کے سابق نیشنل چیئرمین الحاج نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کے بانویں جلسہ سالانہ کے انعقاد پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مَیں جلسہ سالانہ یو کے میں بھی کافی دفعہ شرکت کر چکا ہوں۔ اور وہاں لوگوں کی اعلیٰ کوالٹیز (qualities) اور اسلامی تعلیمات پر کاربند ہونے سے بھی آگاہ ہوں۔ ان باتوں سے جو میں نے اندازہ لگایا ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کا مستقبل جماعت احمدیہ ہی کے ذریعہ روشن ہوگا اور اس بات کا ثبوت ہم دیکھ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم جماعت احمدیہ میں شامل نہیں ہو سکتے تو اپنی کم علمی کی وجہ سے جماعت کی ترقی اور تعلیمات کے بارے میں اپنے غلط خیالات کا اظہار تو نہ کریں۔ اس جلسہ کا تھیم (Theme) اور جلسہ گاہ میں لگائے ہوئے پوسٹرز کو دیکھیں تو ان عبارات سے یہی پتہ چلتا ہے کہ اگر کوئی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کرتا ہے تو وہ جماعت احمدیہ کے ہی افراد ہیں۔ مَیں اس بات کا برملا اظہار کروں گا کہ جو بھی جلسہ سالانہ میں شامل ہوگا وہ اس بات کا اظہار کرنے سے نہیں رہ سکتا کہ اسلام کا روشن مستقبل صرف جماعت احمدیہ کے ہی ہاتھ میں ہے۔

پس یہ ہے حسن جماعت احمدیہ کا اور یہ ہونا چاہئے کہ غیر بھی اقرار کریں کہ حقیقی اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپ کے اُسوہ پر عمل کرنے کی کوشش احمدی کرتے ہیں۔ سپین سے عائشہ بوتر ساس صاحبہ کہتی ہیں، مجھے انہوں نے خط لکھا ہے کہ مَیں اپنے احمدی خاوند کے ساتھ اپنے سسرال کے ساتھ رہتی ہوں جو سب غیر احمدی ہیں۔ وہ آپس میں بیٹھے ہوئے مجلس میں جب چغلی کرتے ہیں تو مجھے بڑا دُکھ ہوتا ہے اور میں اُن میں بیٹھنا پسند نہیں کرتی۔ اسی طرح جب سے میں نے بیعت کی ہے، مردوں سے ہاتھ ملانا چھوڑ دیا ہے اور غیر مردوں کی مجلس میں بیٹھنا بھی ترک کر دیا ہے۔ یہ بات اُنہیں بری لگتی ہے اور مجھ سے ناروا سلوک کرتے ہیں اور حدیث کا مطالبہ کرتے ہیں جہاں مردوں سے مصافحہ کی مناہی ہو۔ ہم دونوں میاں بیوی ان حالات میں صبر سے گزارہ کر رہے ہیں۔ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ہمیں اپنا الگ مکان عطا فرمائے جہاں آزادی سے امام الزمان علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل کر سکیں۔ پس یہ تبدیلی ہے جو اُن لوگوں میں پیدا ہو رہی ہے۔ اب کسی احمدی کو، کسی لڑکی کو کسی بات میں کومپلیکس (complex) میں نہیں آنا چاہئے کہ مَردوں میں بعض دفعہ ہمیں سلام کرنا پڑ جاتا ہے۔ کوئی ضرورت نہیں سلام کرنے کی۔ جب مَردوں سے ہاتھ ملانا منع ہے تو اُس کی پابندی ہونی چاہئے۔ اسی طرح مَردوں کو بھی کوشش یہی کرنی چاہئے کہ عورتوں سے ہاتھ نہ ملائیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنا ہے تو پھر ہر چھوٹے سے چھوٹے حکم پر بھی، جو بظاہر چھوٹا لگے، عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پھر گوداوری جگہ کے ایک مبلغ صاحب لکھتے ہیں، یہ غالباً انڈیا کے ہیں۔ جماعت احمدیہ چٹیالہ میں غیر احمدی علماء اور چند شر پسندوں نے مشن ہاؤس پر حملہ کیا اور مسجد پر قبضہ کر لیا جس کو جماعت احمدیہ نے آباد کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اس مسجد میں امامت ہم کریں گے، لیکن آپ لوگ مسجد میں آ کر نماز پڑھنا چاہیں تو پڑھ سکتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے احباب کے دل میں سلسلہ کے لئے ایسی غیرت رکھی ہے کہ کسی بھی فرد نے اُن کا مقتدی ہونا پسند نہیں کیا۔ اور ہر ایک نے اُن کے پیچھے نماز ادا کرنے سے انکار کر دیا اور احمدیت پر ثابت قدم رہے۔ پس یہ ایک مثال ہے دینی غیرت کی کہ ایسے لوگ جو زمانے کے امام کو نہیں مانتے، اُس امام کو نہیں مانتے جس کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آیا ہے تو پھر ایسے شخص کے پیچھے ہم کس طرح نماز پڑھ لیں۔ ایسے شخص کو کس طرح امام بنا لیں جو زمانے کے امام کا انکاری ہو۔ ہم نے بندوں کو نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے۔ اور اس بارے میں بھی احتیاط کرنی چاہئے۔ خوش قسمت ہیں وہ جو بیعت کی حقیقت کو سمجھتے ہیں اور جنہوں نے پاک تبدیلیاں اپنے اندر پیدا کی ہیں اور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک بیعت کا حق ادا کرنے والا بن جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درد کو جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے کے لئے آپ علیہ السلام کے دل میں تھا، اُسے سمجھنے والا ہمیں بنا دے۔ آپ فرماتے ہیں کہ: ’’مَیں خوب جانتا ہوں کہ ان باتوں کا کسی کے دل میں پہنچا دینا میرا کام نہیں اور نہ ہی میرے پاس کوئی ایسا آلہ ہے جس کے ذریعہ سے میں اپنی بات کسی کے دل میں بٹھا دوں‘‘۔ پھر فرماتے ہیں: ’’ہزارہا انسان ہیں جنہوں نے محبت اور اخلاص میں تو بڑی ترقی کی ہے، مگر بعض اوقات پرانی عادات یا بشریت کی کمزوری کی وجہ سے دنیا کے امور میں ایسا وافر حصہ لیتے ہیں کہ پھر دین کی طرف سے غفلت ہو جاتی ہے‘‘۔ فرمایا کہ ایسے لوگ ہیں جو محبت اور اخلاص میں بہت بڑھے ہوئے ہیں، لیکن بعض کمزوریاں دکھا جاتے ہیں۔ اُن کمزوریوں کو بھی دُور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 11/ اکتوبر 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

خوف کے تیر ہیں، رستہ ہے کمانوں جیسا

خوف کے تیر ہیں، رستہ ہے کمانوں جیسا
میرا انجام ہے مخدوش مچانوں جیسا

کس کی ہمت تھی بھلا آ کے بسیرا کرتا
سینہ و دل تھا مرا اُجڑے مکانوں جیسا

زندگی ٹیڑھی لکیروں میں الجھ کر گزری
نقشہ قسمت کا تھا مدفون خزانوں جیسا

گھر کی دیواریں مہاجن کی نظر رکھتی تھیں
گھر کا ماحول تھا مقروض گھرانوں جیسا

کاشت کرتا ہے، اُگاتا ہے نئی نت فصلیں
جذبۂ شوق مرا بوڑھے کسانوں جیسا

شعر قدسؔی کے نیا خون عطا کرتے ہیں
نرم لہجے میں ہے انداز اذانوں جیسا

عبدالکریم قدسی۔ امریکہ

دعا کا تحفہ

خدا تعالیٰ کی قدرتِ مطلق پر ایمان کا اظہار

اور اس کے وعدوں پر ایمان

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے روایت ہے کہ یہ قرآنی آیت پڑھنے سے گمشدہ یا ضائع شدہ چیز واپس مل جاتی ہے۔

(الدرالمنثور للسیوطی جلد 2 صفحہ 9)

رَبَّنَاۤ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِیَوۡمٍ لَّا رَیۡبَ فِیۡهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ ﴿۱۰﴾

(آل عمران: 10)

اے ہمارے رب! تو یقیناً سب لوگوں کو اس دن جس (کی آمد) میں کوئی شک (وشبہ) نہیں جمع کرے گا۔ اللہ ہرگز وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 37-38)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام

والدین کے احترام کی تلقین اور عمل

قسط 35

والدین کے احترام اور احسان کے سلوک کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہے:

’’اور تم اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ بہت احسان کرو‘‘۔ (النساء:37) ’’اور تیرے ربّ نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی، تو اُنہیں اُف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر۔ اور ان دونوں کے لئے رحم سے عجز کا پَر جھکا دے اور کہہ کہ اے میرے ربّ! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔‘‘

(بنی اسرائیل:24-25)

والدین کی اطاعت کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے بہت تاکید فرمائی:

’’خدا کی رضا والد کی رضا میں مضمر ہے اور خدا کی ناراضگی میں پوشیدہ والد کی ناراضگی ہے۔‘‘

(شعب الایمان للبیہقی)

’’اللہ تعالیٰ سب گناہ معاف کر دیتا ہے سوائے والدین کی نافرمانی کے۔ وہ اس فعل کے مرتکب کو مرنے سے پہلے زندگی میں ہی سزا دیتا ہے‘‘

(مشکوۃ کتاب الادب باب البر والصلہ)

’’من ادرك احد والديه ثم لم يغفرله فابعده الله عزوجل‘‘

(ابن کثیر جلد 6 صفحہ 61)

یعنی جس شخص کو اپنے والدین میں سے کسی کی خدمت کا موقع ملے اور پھر بھی اس کے گناہ نہ معاف کئے جائیں تو خدا اس پر لعنت کرے مطلب یہ کہ نیکی کا ایسا اعلیٰ موقعہ ملنے پر بھی اگر وہ خدا کا فضل حاصل نہیں کر سکا تو جنت تک پہنچنے کے لئے ایسے شخص کے پاس کوئی ذریعہ نہیں۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 321)

’’والد جنت میں داخلے کا بہترین دروازہ ہے، چاہے تم اس دروازے کو اکھاڑ دو یا اس کی حفاظت کرو۔‘‘

(سنن ابن ماجہ، کتاب الادب رقم الحدیث 543)

’’جس شخص کی خواہش ہو کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اس کا رزق بڑھا دیا جائے تو اس کو چاہئے کہ اپنے والدین سے حسن سلوک کرے اور صلہ رحمی کی عادت ڈالے۔‘‘

(الجامع لشعب الایمان جلد 10 صفحہ 264-265 باب بر الوالدین حدیث 7471 مکتبۃ الرشد ناشرون الریاض 2004ء)

اللہ بزرگ و برتر ارشاد فرماتا ہے کہ میں اللہ ہوں، میں رحمان ہوں میں نے رحم یعنی رشتے ناتے کو پیدا کیا ہے اور اس کے نام کو اپنے نام یعنی رحمٰن کے لفظ سے نکالا ہے، لہٰذا جو شخص رحم کو جوڑے گا یعنی رشتہ ناتا کے حقوق ادا کرے گا تو میں بھی اس کو جوڑوں گا اور جو شخص رحم کو توڑے گا یعنی رشتے ناتے کے حقوق ادا نہیں کرے گا میں بھی اس کو جدا کر دوں گا‘‘

(ابو داؤد، مشکوۃ:420)

عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضورؐ کی خدمت میں عرض کی کہ میں جہاد پر جانا چاہتا ہوں۔ فرمایا: کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے کہا ہاں زندہ ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ ان دونوں کی خدمت کرو یہی تمہارا جہاد ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الجہاد والسیر باب الجہاد باذن الابوین حدیث 3004)

نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا کہ: اے اللہ کے رسولؐ! مَیں نے اپنی ماں کو یمن سے اپنی پیٹھ پر اٹھا کر حج کرایا ہے، اسے اپنی پیٹھ پر لئے ہوئے بیت اللہ کا طواف کیا، صفا و مروہ کے درمیان سعی کی، اسے لئے ہوئے عرفات گیا، پھر اسی حالت میں اسے لئے ہوئے مزدلفہ آیا اور منیٰ میں کنکریاں ماریں۔ وہ نہایت بوڑھی ہے ذرا بھی حرکت نہیں کر سکتی۔ مَیں نے یہ سارے کام اُسے اپنی پیٹھ پر اٹھائے ہوئے سرانجام دئے ہیں تو کیا مَیں نے اس کا حق ادا کر دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’نہیں، اس کا حق ادا نہیں ہوا‘‘۔ اس آدمی نے پوچھا: ’’کیوں‘‘۔ آپؐ نے فرمایا: ’’اس لئے کہ اس نے تمہارے بچپن میں تمہارے لئے ساری مصیبتیں اس تمنا کے ساتھ جھیلی ہیں کہ تم زندہ رہو مگر تم نے جو کچھ اس کے ساتھ کیا وہ اس حال میں کیا کہ تم اس کے مرنے کی تمنا رکھتے ہو۔ تمہیں پتہ ہے کہ وہ چند دن کی مہمان ہے۔

(الوحی، العدد 58، السنۃ الثامنۃ)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، مٹی میں ملے اس کی ناک۔ مٹی میں ملے اس کی ناک (یہ الفاظ آپؐ نے تین دفعہ دہرائے) لوگوں نے عرض کیا کہ حضور کون؟ آپؐ نے فرمایا وہ شخص جس نے اپنے بوڑھے ماں باپ کو پایا اور پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوسکا۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب رغم انف من ادرک ابویہ)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ لوگوں میں سے میرے حسن سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تیری ماں۔ پھر اس نے پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے چوتھی بار پوچھا اس کے بعد کون؟ آپؐ نے فرمایا ماں کے بعد تیرا باپ تیرے حسن سلوک کا زیادہ مستحق ہے۔ پھر درجہ بدرجہ قریبی رشتہ دار۔

(بخاری کتاب الادب باب من احق الناس بحسن الصحبۃ)

حضرت ابو اسید الساعدیؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنی سلمہ کا ایک شخص حاضر ہوا اور پوچھنے لگا کہ یا رسول اللہ! والدین کی وفات کے بعد کوئی ایسی نیکی ہے جو میں ان کے لئے کرسکوں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں کیوں نہیں۔ تم ان کے لئے دعائیں کرو، ان کیلئے بخشش طلب کرو۔ انہوں نے جو وعدے کسی سے کر رکھے تھے انہیں پورا کرو۔ ان کے عزیز و اقارب سے اسی طرح صلہ رحمی اور حسن سلوک کرو جس طرح وہ اپنی زندگی میں ان کے ساتھ کیا کرتے تھے اور ان کے دوستوں کے ساتھ عزت و اکرام کے ساتھ پیش آو۔ (ابو داؤد، کتاب الادب) حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے ماں باپ کا اطاعت شعار و خدمت گزار فرزند، جب ان کی طرف رحمت و محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر نگاہ کے بدلے میں حج مبرور کا ثواب لکھتا ہے، صحابہ کرام نے پوچھا ’’یا رسول اللہ! اگرچہ وہ ہر روز سو بار دیکھے؟ آپ نے فرمایا! ہاں، اگرچہ وہ سو بار دیکھے، اللہ تعالیٰ بڑا پاک اور بہت بڑا ہے۔

(مشکوۃ شریف صفحہ 421)

’’جس نے اپنے ماں اور باپ دونوں کی اطاعت کرتے ہوئے دن کا آغاز کیا اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اگر ایک کی اطاعت کی ہو تو ایک دروازہ کھولا جاتا ہے۔ اور جس نے ماں باپ دونوں کی نافرمانی کرتے ہوئے صبح کی اس کے لئے جہنم کے دو دروازے کھل چکے ہوتے ہیں اور اگر ایک کی نافرمانی کی ہو تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے۔ کسی نے پوچھا اگر ماں باپ ظالم ہوں تو کیا پھر بھی ایسا ہوگا فرمایا اگرچہ وہ ظالم ہوں اگرچہ وہ ظالم ہوں اگرچہ وہ ظالم ہوں۔‘‘

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الآداب)

آنحضورؐ کا والدین کا احترام

آنحضور ﷺ کے والد محترم حضرت عبداللہ آپ کی پیدائش سے پہلے ہی وفات پاگئے تھے اور آپ ﷺ چھ سال کے تھے جب آپؐ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ بھی رحلت فرما گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مخاطب فرما کے والدین کے احترام کے بارے میں جو احکامات دئے دراصل ساری امت کے لئے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں:

’’فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا‘‘

یعنی اپنے والدین کو بیزاری کا کلمہ مت کہو اور ایسی باتیں ان سے نہ کر کہ جن میں ان کی بزرگواری کا لحاظ نہ ہو۔ اس آیت کے مخاطب تو آنحضرت ﷺ ہیں لیکن دراصل مرجع کلام امت کی طرف ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے والد اور والدہ آپ کی خورد سالی میں ہی فوت ہو چکے تھے۔ اور اس حکم میں ایک راز بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس آیت سے ایک عقلمند یہ سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ تو اپنے والدین کی عزت کر اور ہر ایک بول چال میں ان کے بزرگانہ مرتبہ کا لحاظ رکھ تو پھر دوسروں کو اپنے والدین کی کس قدر تعظیم کرنی چاہئے۔ اور اسی کی طرف ہی دوسری آیت اشارہ کرتی ہے۔

’’وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا‘‘ یعنی تیرے رب نے چاہا کہ تو فقط اسی کی بندگی کر اور والدین سے احسان کر...... اگر خدا جائز رکھتا کہ اس کے ساتھ کسی اور کی بھی پرستش کی جائے تو یہ حکم دیتا کہ تم والدین کی بھی پرستش کرو۔ کیونکہ وہ بھی مجازی رب ہیں۔ اور ہر ایک شخص طبعاً یہاں تک کہ چرند بھی اپنی اولاد کو ان کی خورد سالی میں ضائع ہونے سے بچاتے ہیں۔ پس خدا کی ربوبیت کے بعد ان کی بھی ایک ربوبیت ہے اور وہ جوش ربوبیت کا بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی صفحہ 204-205)

حضور ﷺ کو والدین کی خدمت کا موقع تو نہیں ملا مگر آپؐ انہیں بہت محبت سے یاد فرماتے تھے ان کے لئے دعائیں کرتے تھے۔ والدین سے محرومی کی پیاس کو آپؐ نے رضاعی والدین کی خدمت کر کے بجھایا۔ اور خوب ہی احترام کیا۔ ایک دفعہ آپؐ کی رضاعی والدہ حلیمہ مکہ آئیں اور حضور سے مل کر قحط اور مویشیوں کی ہلاکت کا ذکر کیا۔ حضور ﷺ نے حضرت خدیجہؓ سے مشورہ کیا اور رضاعی ماں کو چالیس بکریاں اور ایک اونٹ مال سے لدا ہوا دیا۔

(طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ 113 مطبوعہ بیروت 1960ء)

حضرت ابوطفیلؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو مقام جِعرّانہ میں دیکھا۔ آپؐ گوشت تقسیم فرما رہے تھے۔ اس دوران ایک عورت آئی تو حضورؐ نے اس کے لئے اپنی چادر بچھادی اور وہ عورت اس پر بیٹھ گئی۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ خاتون کون ہے جس کی حضورؐ اس قدر عزت افزائی فرما رہے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ آنحضور ﷺ کی رضاعی والدہ ہیں۔ (ابو داؤد۔ کتاب الادب۔ باب فی بر الوالدین)

ایک بار حضورؐ تشریف فرما تھے کہ آپ کے رضاعی والد آئے۔ حضورؐ نے ان کے لئے چادر کا ایک پلّو بچھا دیا۔ پھر آپ کی رضاعی ماں آئیں تو آپؐ نے دوسرا پلّو بچھا دیا۔ پھر آپ کے رضاعی بھائی آئے تو آپؐ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کو اپنے سامنے بٹھا لیا۔

(سنن ابوداؤد کتاب الادب باب برالوالدین)

جنگ حنین میں بنو ہوازن کے قریباً چھ ہزار قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ ان میں حضرت حلیمہ کے قبیلہ والے اور ان کے رشتہ دار بھی تھے جو وفد کی شکل میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور کی رضاعت کا حوالہ دے کر آزادی کی درخواست کی۔ (یعنی یہ حوالہ دیا کہ حضرت حلیمہ اس قبیلے کی ہیں، ان کا دودھ آنحضرت ﷺ نے پیا ہوا ہے)۔ آنحضرت ﷺ نے انصار اور مہاجرین سے مشورہ کے بعد سب کو رہا کر دیا۔

(طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ 114-115 بیروت 1960ء)

حضرت حلیمہ سعدیہ سے پہلے حضور ﷺ کو ابو لہب کی لونڈی ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ حضور ﷺ اور حضرت خدیجہؓ اس کا بہت خیال رکھتے تھے۔۔۔ حضور ﷺ ہجرت کے بعد بھی اس کے حالات سے خبر رکھتے تھے اور کپڑوں وغیرہ سے مدد فرماتے رہتے تھے۔

(طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ 109 بیروت 1960ء)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے والدین کی تکریم کے متعلق ارشادات

قرآن پاک کی تعلیم، آنحضرت ﷺ کے ارشادات اور عملی نمونے کے اتباع میں آپ کے شاگرد، ظل اور عکس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام والدین کے احترام خدمت اور اطاعت کے بارے میں فرماتے ہیں:

’’جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں ان کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 19)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا ارشاد ہے:

’’پہلی حالت انسان کی نیک بختی کی یہ ہے کہ والدہ کی عزت کرے۔ اویس قرنیؓ کے لئے بسا اوقات رسول اللہ ﷺ یمن کی طرف منہ کر کے کہا کرتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ آپؐ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی والدہ کی فرمانبرداری میں بہت مصروف رہتا ہے اور اسی وجہ سے میرے پاس بھی نہیں آسکتا۔ بظاہر یہ بات ایسی ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ موجود ہیں، مگر وہ ان کی زیارت نہیں کر سکتے۔ صرف اپنی والدہ کی خدمت گزاری اور فرمانبرداری میں پوری مصروفیت کی وجہ سے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو ہی آدمیوں کو السلام علیکم کی خصوصیت سے وصیت فرمائی۔ یا اویسؓ کو یا مسیح کو۔ یہ ایک عجیب بات ہے، جو دوسرے لوگوں کو ایک خصوصیت کے ساتھ نہیں ملی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جب حضرت عمرؓ ان سے ملنے کو گئے، تو اویس نے فرمایا کہ والدہ کی خدمت میں مصروف رہتا ہوں اور میرے اونٹوں کو فرشتے چرایا کرتے ہیں۔ ایک تو یہ لوگ ہیں جنہوں نے والدہ کی خدمت میں اس قدر سعی کی اور پھر یہ قبولیت اور عزت پائی۔ ایک وہ ہیں جو پیسہ پیسہ کے لئے مقدمات کرتے ہیں اور والدہ کا نام ایسی بری طرح لیتے ہیں کہ رذیل قومیں چوہڑے چمار بھی کم لیتے ہوں گے۔ ہماری تعلیم کیا ہے؟ صرف اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی پاک ہدایت کا بتلا دینا ہے۔ اگر کوئی میرے ساتھ تعلق ظاہر کر کے اس کو ماننا نہیں چاہتا، تو وہ ہماری جماعت میں کیوں داخل ہوتا ہے؟ ایسے نمونے سے دوسروں کو ٹھوکر لگتی ہے اور وہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایسے لوگ ہیں جو ماں باپ تک کی بھی عزت نہیں کرتے۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ مادر پدر آزاد کبھی خیر و برکت کا منہ نہ دیکھیں گے۔ پس نیک نیتی کے ساتھ اور پوری اطاعت اور وفاداری کے رنگ میں خدا رسول کے فرمودہ پر عمل کرنے کو تیار ہو جاؤ۔ بہتری اسی میں ہے، ورنہ اختیار ہے۔ ہمارا کام صرف نصیحت کرنا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ نمبر 195-196)

حضرت اویس قرنیؓ کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب تک والدہ زندہ رہیں ان کی تنہائی کے خیال سے حضرت اویس قرنی نے حج نہیں کیا اور ان کی وفات کے بعد حج کا فریضہ ادا کیا۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ إن رجلا یأتیکم من الیمن یقال لہ أویس)

شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی کے والد صاحب احمدیت کے سخت مخالف تھے حضرت مسیح موعودؑ ان کے حالات دریافت فرماتے رہے اور نصیحت فرمائی کہ:

’’ان کے حق میں دعا کیا کرو ہر طرح اور حتی الوسع والدین کی دلجوئی کرنی چاہئے اور ان کو پہلے سے ہزار چند زیادہ اخلاق اور اپنا پاکیزہ نمونہ دکھلا کر اسلام کی صداقت کا قائل کرو۔ اخلاقی نمونہ ایسا معجزہ ہے کہ جس کی دوسرے معجزے برابری نہیں کر سکتے سچے اسلام کا یہ معیار ہے کہ اس سے انسان اعلیٰ درجے کے اخلاق پر ہو جاتا ہے اور وہ ایک ممیز شخص ہوتا ہے شاید خدا تعالیٰ تمہارے ذریعہ ان کے دل میں اسلام کی محبت ڈال دے۔ اسلام والدین کی خدمت سے نہیں روکتا۔ دنیوی امور جن سے دین کا حرج نہیں ہوتا ان کی ہر طرح سے پوری فرمانبرداری کرنی چاہئے۔ دل و جان سے ان کی خدمت بجا لاؤ۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 294)

پھر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی والدہ کے بارہ میں ہے کہ وہ قادیان آئی ہوئی ہیں۔ انہوں نے اپنی والدہ کی پیری اور ضعف کا اور ان کی خدمت کا جو وہ کرتے ہیں ذکر کیا یعنی بڑھاپے اور کمزوری کا تو حضرتؑ نے فرمایا:

’’والدین کی خدمت ایک بڑا بھاری عمل ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں۔ ایک وہ جس نے رمضان پایا اور رمضان گزر گیا پر اس کے گناہ نہ بخشے گئے اور دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گزر گئے اور اس کے گناہ نہ بخشے گئے۔ والدین کے سایہ میں جب بچہ ہوتا ہے تو اس کے تمام ہم و غم والدین اٹھاتے ہیں۔ جب انسان خود دنیوی امور میں پڑتا ہے تب انسان کو والدین کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں والدہ کو مقدم رکھا ہے، کیونکہ والدہ بچہ کے واسطے بہت دکھ اٹھاتی ہے۔ کیسی ہی متعدی بیماری بچہ کو ہو۔ چیچک ہو، ہیضہ ہو، طاعون ہو، ماں اس کو چھوڑ نہیں سکتی۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 289-290)

آپؑ نے ایک شخص کو نصیحت فرمائی کہ:

’’خدا تعالیٰ نے انسان پر دو ذمہ داریاں مقرر کی ہیں۔ ایک حقوق اللہ اور ایک حقوق العباد۔ پھر اس کے دو حصے کئے یعنی اول تو ماں باپ کی اطاعت اور فرماں برداری اور پھر دوسری مخلوق الٰہی کی بہبودی کا خیال۔ اور اسی طرح ایک عورت پر اپنے ماں باپ اور خاوند اور ساس سسر کی خدمت اور اطاعت۔ پس کیا بدقسمت ہے جو ان لوگوں کی خدمت نہ کر کے حقوقِ عباد اور حقوق اللہ دونوں کی بجا آوری سے منہ موڑتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ نمبر 180 ایڈیشن 1988ء)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا والدین کا احترام

آنحضور ﷺ تو اپنے حقیقی والدین کی خدمت نہ کر سکے تاہم آپ کی تعلیمات پر آپ کے ظل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے عمل کر کے دکھایا۔

شاگرد نے جو پایا استاد کی دولت ہے
احمد کو محمد سے تم کیسے جدا سمجھے

اللہ تبارک تعالیٰ نے نبی کا راستہ اس کے والدین کے راستے سے جدا بنایا ہوتا ہے اس کے باوجود والدین کی اطاعت اور احترام کی عظیم الشان مثالیں قائم فرمائیں۔ آپؑ کے والد صاحب کا نام حضرت مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان اور والدہ محترمہ کا نام حضرت چراغ بی بی تھا۔

حضرت اقدس علیہ السلام 13 ؍ فروری 1835ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد صاحب بڑے جاگیر دار تھے۔ لیکن ملکی حالات کے زیر اثر ان کی جائیداد ضبط ہوگئی اور باوجود ہزاروں روپیہ خرچ کرنے کے وہ اپنی جاگیر واپس نہ لے سکے جس کا صدمہ اُن کے دل پر آخری دم تک رہا۔ تاہم حضرت اقدسؑ کی پیدائش سے چند ماہ پہلے پانچ گاؤں واپس مل گئے تھے جس سے کشائش آ گئی۔ آپؑ کی والدہ ماجدہ اکثر فرمایا کرتی تھیں، کہ ہمارے خاندان کے مصیبت کے دن تیری ولادت کے ساتھ پھر گئے اور فراخی میسر آ گئی۔ اور اسی لئے وہ آپؑ کی پیدائش کو نہایت مبارک سمجھتی تھیں۔

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 50)

آپؑ کے والد صاحب ایک عالم اور علم سے محبت رکھنے والے انسان تھے۔ اپنے بچوں کے لئے بہترین اساتذہ کا انتخاب کیا اور بھاری معاوضہ دے کر قادیان بلایا کہ وہ یہاں رہ کر ان کو تعلیم دے سکیں۔ حضرت اقدس کو فطری طور پر علم سے لگاؤ تھا اللہ تبارک تعالیٰ آپؑ کو بڑے منصب کے لئے تیار کر رہا تھا۔ کتب بینی خاص طور پر مذہبی کتب پڑھنا آپؑ کا اوڑھنا بچھونا تھا۔

آپؑ کے والد صاحب کہتے تھے کہ ’’غلام احمد تم کو پتہ نہیں کہ سورج کب چڑھتا ہے اور کب غروب ہوتا ہے۔ اور بیٹھتے ہوئے وقت کا پتہ نہیں۔ جب میں دیکھتا ہوں چاروں طرف کتابوں کا ڈھیر لگا رہتا ہے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ سوم روایت نمبر 75)

آپؑ خود بیان فرماتے ہیں: ’’ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے۔‘‘

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 181 حاشیہ)

آپؑ کے والد صاحب بیٹے کی محبت میں چاہتے تھے کہ کچھ کھانے کمانے کی بھی فکر کریں، کہیں نوکری کر لیں۔ ایک ایسے ہی پیغام پر آپؑ نے بصد ادب جواب دیا: ’’حضرت والد صاحب سے عرض کر دو کہ میں ان کی محبت اور شفقت کا ممنون ہوں مگر، میری نوکری کی فکر نہ کریں میں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا ہوں۔‘‘

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے)

والد صاحب کا پے بہ پے ناکامیوں اور خساروں سے دنیا سے دل اٹھ گیا تھا۔ مگر اپنے بیٹے کے دینداری کے مشاغل دیکھ کر فکر ہوتا کہ یہ کیسے گزارا کرے گا پھر ملازمت کی کوئی تجویز پیش کی تو آپؑ نے عرض کی: ’’ابا! بھلا بتلاؤ تو سہی کہ جو افسروں کے افسر اور مالک الملک احکم الحاکمین کا ملازم ہو اور اپنے ربّ العالمین کا فرمانبردار ہو اس کو کسی کی ملازمت کی کیا پرواہ ہے۔ ویسے میں آپ کے حکم سے بھی باہر نہیں۔‘‘

والد صاحب یہ جواب سن کر خاموش ہو جاتے اور فرماتے اچھا بیٹا جاؤ، اپنا خلوت خانہ سنبھالو۔۔۔ کہتے کہ یہ میرا بیٹا مُلّا ہی رہے گا۔ میں اس کے واسطے کوئی مسجد ہی تلاش کر دوں جو دس، بیس من دانے ہی کما لیتا۔ مگر میں کیا کروں، یہ تو ملاگری کے بھی کام کا نہیں۔ ہمارے بعد یہ کس طرح زندگی بسر کرے گا۔ ہے تو یہ نیک صالح مگر اب زمانہ ایسوں کا نہیں۔ چالاک آدمیوں کا ہے۔ پھر آب دیدہ ہو کر کہتے کہ جو حال پاکیزہ غلام احمد کا ہے وہ ہمارا کہاں ہے۔ یہ شخص زمینی نہیں آسمانی ہے۔ یہ آدمی نہیں فرشتہ ہے۔‘‘

(تذکرۃ المہدی حصہ اوّل و دوم صفحہ 300-302)

بالآخر والد صاحب کی اطاعت میں اپنا خلوت خانہ جو دراصل کتب خانہ تھا چھوڑ کر مقدمات وغیرہ کی پیروی کرنی پڑی مگر کس دل کے ساتھ فرماتے ہیں:

’’والد صاحب اپنے بعض آباؤاجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے انہوں نے ان ہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا ان بے ہودہ جھگڑوں میں ضائع گیا اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔ میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا ... تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے نیک نیتی سے نہ دنیا کے لئے بلکہ محض ثواب اطاعت حاصل کرنے کے لئے اپنے والد صاحب کی خدمت میں اپنے تئیں محو کر دیا تھا اور ان کے لئے دعا میں بھی مشغول رہتا تھا اور وہ مجھے دلی یقین سے برّ بالوالدین جانتے تھے۔ اور بسا اوقات کہا کرتے تھے کہ میں صرف ترحم کے طور پر اپنے اس بیٹے کو دنیا کے امور کی طرف توجہ دلاتا ہوں ورنہ میں جانتا ہوں کہ جس طرف اس کی توجہ ہے یعنی دین کی طرف۔ صحیح اور سچی بات یہی ہے۔ ہم تو اپنی عمر ضائع کر رہے ہیں۔‘‘

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 182-184 حاشیہ)

ان مقدمات کے سلسلے میں آپؑ کو قادیان سے بٹالہ، گورداسپور، ڈلہوزی، امرتسر اور لاہور کے دشوار سفر کرنے پڑتے کاغذات کی نقول وغیرہ کروانا وقت طلب اور ہمت کا کام تھا۔ آپؑ اپنے ساتھیوں سے کہتے مجھ کو مقدمہ کی تاریخ پر جانا ہے میں والد صاحب کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتا دعا کرو کہ اس مقدمہ میں حق حق ہو جائے اور مجھے مخلصی ملے میں نہیں کہتا کہ میرے حق میں ہو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ حق کیا ہے پس جو اس کے علم میں حق ہے اس کی تائید اور فتح ہو‘‘

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 71-72)

’’عین پیشی کے وقت بھی آپؑ نماز کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کو اولیت دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’ایک دفعہ میں کسی مقدمہ کی پیروی کے لئے گیا۔ عدالت میں اور مقدمہ ہوتے رہے۔ میں باہر ایک درخت کے نیچے انتظار کرتا رہا۔ چونکہ نماز کا وقت ہو گیا تھا اس لئے میں نے وہیں نماز پڑھنا شروع کر دی۔ مگر نماز کے دوران میں ہی عدالت سے مجھے آوازیں پڑھنی شروع ہو گئیں مگر میں نماز پڑھتا رہا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرے پاس عدالت کا بہرہ کھڑا ہے۔ سلام پھیرتے ہی اس نے مجھے کہا مرزا صاحب مبارک ہو آپ مقدمہ جیت گئے ہیں۔‘‘

(سیرت المہدی جلد اوّل حصہ اوّل صفحہ نمبر 14 روایت نمبر 17)

ایک ہندو مدرس پنڈت دیوی رام کا تفصیلی چشم دید بیان سیرت المہدی میں درج ہے:

’’اگر کسی کی تاریخ مقدمہ پر جانا ہوتا تھا تو آپ کے والد صاحب آپ کو مختار نامہ دے دیا کرتے تھے اور مرزا صاحب بہ تعمیل تابعداری فوراً بخوشی چلے جاتے تھے۔ مرزا صاحب اپنے والد صاحب کے کامل فرمانبردار تھے مقدمہ پر لاچاری امر میں جاتے تھے۔‘‘

(سیرت المہدی جلد اول روایت نمبر 759)

آپ کی عمر مبارک پچیس تیس برس تھی جب والد صاحب درخت کاٹنے پر تنازعہ ہو گیا۔ آپؑ کو مقدمہ کی پیروی کے لئے گورداسپور جانا پڑا۔ مجسٹریٹ کے سامنے آپؑ نے جو سچ بات تھی کہہ دی۔ فیصلہ خلاف ہو گیا والد صاحب ناخوش ہوئے مگر آپؑ نے حق کا ساتھ نہ چھوڑا۔

1864ء میں سیالکوٹ میں ملازمت کا انتظام کیا۔ چار سال کی اس ملازمت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

’’چند سال تک میری عمر کراہت طبع کے ساتھ انگریزی ملازمت میں بسر ہوئی۔ آخر چونکہ میرا جدا رہنا میرے والد صاحب پر بہت گراں تھا۔ اس لئے ان کے حکم سے جو عین میری منشاء کے موافق تھا۔ میں نے استعفاء دے کر اپنے تئیں اس نوکری سے جو میری طبیعت کے مخالف تھی سبکدوش کر دیا اور پھر والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔۔۔ بقول صاحب مثنوی رومی وہ تمام ایام سخت کراہت اور درد کے ساتھ میں نے بسر کئے۔

من بہر جمعیتے نالاں شدم
جفت خوشحالاں و بدحالاں شدم
ہر کسے از ظن خود شد یار من
وز درون من نجست اسرار من

حضرت والد صاحب مرحوم کی خدمت میں پھر حاضر ہوا تو بدستور انہی زمینداری کے کاموں میں مصروف ہو گیا مگر اکثر حصہ وقت کا قرآن شریف کے تدبر اور تفسیروں اور حدیثوں کے دیکھنے میں صرف ہوتا تھا۔ اور بسا اوقات حضرت والد صاحب کو وہ کتابیں سنایا بھی کرتا تھا۔‘‘ ... میرے والد صاحب اپنی ناکامیوں کی وجہ سے اکثر مغموم اور مہموم رہتے تھے۔ انہوں نے پیروی مقدمات میں ستر ہزار کے قریب روپیہ خرچ کیا تھا جس کا انجام آخر کار ناکامی تھی‘‘

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 184-187 حاشیہ)

قریباً چار سال سیالکوٹ میں ملازم رہنے کے بعد واپس آئے تو اپنے والد صاحب کے حکم کے ماتحت اُن کے زمینداری کے مقدمات کی پیروی میں لگ گئے لیکن آپ کا دل اس کام پر نہ لگتا تھا۔ چونکہ آپ اپنے والدین کے نہایت فرمانبردار تھے اِس لیے والد صاحب کا حکم تو نہ ٹالتے تھے لیکن اس کام میں آپ کا دل ہرگز نہ لگتا تھا۔ چنانچہ اُن دنوں کے آپ کو دیکھنے والے لوگ بیان کرتے ہیں کہ بعض اوقات کسی مقدمہ میں ہار کر آتے تو آپ کے چہرہ پر بشاشت کے آثار ہوتے تھے اور لوگ سمجھتے کہ شاید فتح ہو گئی ہے۔ پوچھنے پر معلوم ہوتا کہ ہار گئے ہیں۔ جب وجہ دریافت کی جاتی تو فرماتے کہ ہم نے جو کچھ کرنا تھا کر دیا، منشائے الٰہی یہی تھا اور اس مقدمہ کے ختم ہونے سے فراغت تو ہو گئی ہے۔ یادِ الٰہی میں مصروف رہنے کا موقعہ ملے گا۔

چونکہ حضرت اقدسؑ ایک عبادت گزار فرزند تھے اس لئے آپ کے والد بزرگوار کو آپ سے محبت بھی ایک عجیب طرز کی تھی۔ ایک طرف نوکری پہ زبردستی لگواتے اور پھر اپنے اس صاحبزادے کی دوری اور فراق بھی قابل برداشت نہ تھا۔ حضرت اقدس علیہ السلام والد ماجد کے پرزور اصرار پر اطاعت وفرمانبرداری کے جذبہ کے تحت 1860ء کے لگ بھگ سیالکوٹ میں ملازم ہوئے تو تھوڑے ہی عرصہ، یعنی چند سال کے بعد والد صاحب نے انہیں واپس بلا لیا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ آپؑ کی والدہ صاحبہ سخت بیمار تھیں حضرت پیغام سنتے ہی فوراً سیالکوٹ سے روانہ ہو گئے۔ لیکن جب قادیان پہنچے تو معلوم ہوا کہ آپ کی مشفق ومہربان اور جان سے پیاری والدہ آپ سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو چکی ہیں۔ گھر میں پیشانی پر بوسہ دینے والی کھلی باہوں سے استقبال کرنے والی ہر سرد و گرم میں سائباں سایہ سینہ سپر ماں 18 اپریل 1867ء کو اس دنیا سے رخصت ہو چکی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ آپؑ کو بہت صدمہ ہوا کیونکہ وہ آپؑ کی مزاج دان تھیں اور نیکی کے رجحان کی قدردان تھیں۔ ہر ضرورت کا خیال رکھتی تھیں۔ کچھ ہی عرصہ پہلے آپؑ کو کپڑوں کے چار جوڑے سیالکوٹ بھجوائے تھے۔

(تاریخ احمدیت صفحہ 83)

آپؑ جب بھی اپنی والدہ کا ذکر فرماتے آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے تھے۔

ایک چشم دید واقعہ حضرت عرفانی صاحبؓ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ ’’ان دعاؤں کا تو ہمیں پتہ نہیں جو آپ اپنے والدین کے لئے کرتے ہوں گے مگر والدہ صاحبہ کی محبت کا ایک واقعہ اور جوش دعا کا ایک موقعہ میری اپنی نظر سے گزرا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعودؑ سیر کے لئے اس قبرستان کی طرف نکل گئے جو آپ کے خاندان کا پرانا قبرستان موسوم بہ شاہ عبداللہ غازی مشہور ہے راستہ سے ہٹ کر آپ ایک جوش کے ساتھ والدہ صاحبہ کی قبر پر آئے اور بہت دیر تک آپ نے اپنی جماعت کو لے کر جو اس وقت ساتھ تھی دعا کی۔ اور کبھی حضرت مائی صاحبہ کا ذکر نہ کرتے کہ آپ چشم پُرآب نہ ہو جاتے۔

حضرت صاحب کا عام معمول اس طرف سیر کو جانے کا نہ تھا مگر اس روز خصوصیت سے آپؑ کا ادھر جانا اور راستہ سے کترا کر قبرستان میں آ کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا کسی اندرونی آسمانی تحریک کے بدوں نہیں ہو سکتا۔‘‘

(حیات احمدؑ جلد اول صفحہ 221)

حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحبؓ نے حضورؑ کی اپنی والدہ سے محبت کا ذکر یوں فرمایا ہے:

خاکسار راقم الحروف کو اچھی طرح یاد ہے کہ جب بھی حضرت مسیح

موعودؑ اپنی والدہ کا ذکر فرماتے تھے یا آپ کے سامنے کوئی دوسرا شخص آپ کی والدہ کا ذکر کرتا تھا تو ہر ایسے موقعہ پر جذبات کے ہجوم سے آپ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے تھے اور آواز میں بھی رقت کے آثار ظاہر ہونے لگتے تھے اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس وقت آپ کا دل جذبات کے تلاطم میں گھرا ہوا ہے اور آپ اسے دبانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ کی والدہ صاحبہ کا نام چراغ بی بی تھا اور وہ ایمہ ضلع ہوشیار پور کی رہنے والی تھیں اور سنا گیا ہے کہ آپ کی والدہ کو بھی آپ سے بہت محبت تھی اور سب گھر والے آپ کو ماں کا محبوب بیٹا سمجھتے تھے۔

(سلسلہ احمدیہ جلد اول)

آپ کے والد صاحب کی طرف سے ایک دفعہ پھر ریاست کپور تھلہ کے محکمہ تعلیم کا افسر بنانے کی تجویز ہوئی لیکن آپ نے نامنظور کر دیا اور اپنے والد صاحب کے کاموں میں ہاتھ بٹانے کو ترجیح دی۔

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ قادیان سے دو کوس دور واقع گاؤں کے ایک ضعیف العمر نمبردار ہندو جاٹ اور میاں جان محمد اور گلاب نجار یہ اور دوسرے بہت سے لوگوں کا متفقہ بیان ہے کہ

مرزا غلام احمد اپنے بچپن کے زمانہ سے اب تک جو چالیس سال سے زیادہ ہوں گے نیک بخت اور صالح تھے اکثر گوشہ نشین رہتے تھے سوائے یاد الٰہی اور کتب بینی کے آپ کو کسی سے کوئی کام نہ تھا۔۔۔اپنے والدین کے دنیاوی معاملات و امور میں فرمانبردار اور ان کے ادب اور احترام میں فروگذاشت نہیں کرتے تھے۔ 1876ء میں آپ کے والد صاحب مختصر بیماری کے بعد وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

والدین کے لئے دعا

رَبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا

(بنی اسرائیل:25)

کہ اے میرے رب! ان دونوں پر رحم فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی تھی۔

رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنۡ دَخَلَ بَیۡتِیَ مُؤۡمِنًا وَّلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیۡنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۹﴾

(نوح:29)

اے میرے ربّ! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بھی اور اسے بھی جو بحیثیت مومن میرے گھر میں داخل ہوا اور سب مومن مردوں اور سب مومن عورتوں کو۔ اور تو ظالموں کو ہلاکت کے سوا کسی چیز میں نہ بڑھانا۔

رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَ نِعۡمَتَکَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰہُ وَاَدۡخِلۡنِیۡ بِرَحۡمَتِکَ فِیۡ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیۡنَ

(النمل:20)

اے میرے ربّ! مجھے توفیق بخش کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر کی اور میرے ماں باپ پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جو تجھے پسند ہوں۔ اور تو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیکوکار بندوں میں داخل کر۔

آمین اللھم آمین۔

رپورٹ: بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

ناصرات الاحمدیہ سسکاٹون ریجن کا سالانہ اجتماع 2022ء

محض خدا تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے ناصرات الاحمدیہ سسکاٹون ریجن کا سالانہ اجتماع دو سال کے تعطّل کے بعد مورخہ 2 اور 3 جولائی 2022ء بروز ہفتہ اور اتوار سسکاٹون میں ہائی وے 16 پر واقع انتہائی خوبصورت مسجد بیت الرحمت جو ہر آنے جانے والے کی توجہ کا مرکز ہے میں منعقد ہوا۔ ہمارے اس ریجنل اجتماع کا عنوان بھی کینیڈا بھر میں ہونے والے ناصرات کے اجتماعات کی طرح ''اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ'' تھا۔ کوِڈ-19 کی وباء کے مضر اثرات سے بچاؤ کی وجہ سے گذشتہ دو سال سے لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کے سالانہ اجتماعات یا علمی ریلیز نہیں ہو سکیں۔ امسال اس وباء کی شدت میں کمی کے باعث جیسے ہی کینیڈا بھر میں ناصرات الاحمدیہ کو علمی ریلیز اور اجتماعات منعقد کروانے کی نوید ناصرات الاحمدیہ کے مرکزی شعبہ سے ملی تو ہر عمر کی ناصرات نے نہایت جوش و خروش سے فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ کے جذبہ سے سرشار اجتماع کے علمی مقابلہ جات کی تیاری شروع کر دی۔ اسی طرح ناصرات کی لوکل سیکرٹریز نے اجتماع کی تیاری کروانے کے لئے ہفتہ وار کلاسز کا انعقاد کرنا شروع کر دیا، تاکہ ایسی بچیاں جن کو تلاوت قرآن کریم، نظم اور تقاریر کی تیاری میں مدد چاہیے ان کی بروقت مدد کی جائے۔ ناصرات کی ماؤں نے بھی اجتماع منعقد ہونے کی خبر سن کر بہت خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ دینی اجتماعات اور اجلاسات ہماری بچیوں کے علم میں اضافہ کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس لئے ہم بہت خوش ہیں کہ پھر سے ان دینی مجالس کا انعقاد ہونے جا رہا ہے۔ 2/ جولائی بروز ہفتہ صبح نو بجے ڈیوٹی دینے والی تمام کارکنات مسجد میں آنا شروع ہو گئیں۔ سب کارکنات نے اپنے اپنے شعبہ جات کی پٹیاں (sash) پہن رکھی تھیں اور بڑے احسن رنگ میں زیرلب ذکر الٰہی کرتے ہوئے اپنے شعبہ کی ناظمہ صاحبہ کی ہدایات کی روشنی میں خدمت کی توفیق پا رہی تھیں۔ اجتماع کی ابتدا سورۃ الفاتحہ کی تلاوت سے ہوئی جو عزیزہ امارس احمد نے نہایت خوش الحانی سے پیش کی اور ساتھ ہی انگریزی ترجمہ بھی پیش کیا۔ بعد ازاں عزیزہ عالیشہ عمران نے اجتماع کے عنوان کی مناسبت سے حدیث مبارکہ پیش کرنے کی سعادت پائی اور فریحہ رؤف صاحبہ نے اس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ ازاں بعد ریجنل صدر لجنہ اماء اللہ سسکاٹون بشریٰ نذیر آفتاب نے ناصرات الاحمدیہ کا عہد دہرایا۔ عہد کے بعد سدرہ لاریب صاحبہ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے منظوم کلام میں سے ''تری محبت میں میرے پیارے ہر اک مصیبت اٹھائیں گے ہم'' کے چند اشعار دلنشیں آواز میں پیش کئے۔ نظم کے بعد ریجنل ناصرات کو آرڈینیٹر سیدہ بشریٰ صاحبہ اور ماڈریٹر نائلہ انور صاحبہ نے علمی مقابلہ جات اور اجتماع کے قواعد و ضوابط پڑھ کر سنائے۔ بعدہ باقاعدہ علمی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ مقابلہ جات کے دوران ناصرات اور ان کی ماؤں کے استفادہ کے لئے تھوڑے تھوڑے وقفہ سے اجتماع کے عنوان ''اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ'' کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سورۃ الفاتحہ کی عظیم الشان تفسیر اور اسی طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی سورۃ الفاتحہ کی اعلیٰ پائے کی تفسیر میں سے چند نکات پیش کئے جاتے رہے جن سے تمام ناصرات اور حاضرات نے خوب حظ اٹھایا۔ علمی مقابلہ جات کے اختتام پر ماؤں اور بچیوں سے میٹنگ ہوئی جس میں ایک پریذنٹیشن Presentation بعنوان Guide us to the right path ہمیں سیدھے راستے پر چلا، کے عنوان پر ریجنل صدر لجنہ سسکاٹون نے پیش کی اور ساتھ ہی طبقہ نسواں پر احسان کرنے والے سیدنا محمود المصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قائم کردہ لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کی تنظیموں کا قیام اور ان کے اغراض و مقاصد جو آپ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائے تھے، میں سے چیدہ چیدہ نکات پڑھ کر سنائے۔ پروگرام کے آخر پر نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی تمام ناصرات میں ریجنل صدر نے انعامات تقسیم کئے اور ڈیوٹی پر معمور تمام کارکنات، ناصرات اور ماؤں کا شکریہ ادا کیا اور اختتامی دُعا کروائی۔ اجتماع کے دوران تمام ناصرات نے اعلیٰ نظم و ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے سالانہ اجتماع سے خوب خوب استفادہ کیا۔ اس کے ساتھ ہی یہ دینی و علمی، روحانی و پُر وقار تقریب تمام جماعتی اقدار و روایات کو قائم رکھتے ہوئے نہایت خوش اسلوبی سے اختتام پذیر ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

محترمہ نیشنل صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کینیڈا اور نیشنل سیکرٹری صاحبہ ناصرات الاحمدیہ کینیڈا ہمارے اجتماع میں شامل نہ ہو سکیں۔ تاہم انہوں نے اجتماع سے متعلقہ اہم امور میں ہر طرح سے راہنمائی کی۔ ناصرات کے اجتماع میں شامل تمام ناصرات نے دوران اجتماع Letter to Huzoor کے بوتھ پر جا کر اپنے پیارے آقا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں دعائیہ خطوط بھی لکھے۔ لجنہ کے نماز ہال سے ملحقہ لابی میں مختلف شعبہ جات مثلاً تحریک جدید، وقف جدید، صنعت و دستکاری کے بوتھ بھی لگائے گئے تھے اور پوسٹرز بھی آویزاں کئے گئے تھے۔ اسی طرح ناصرات نے نماز ظہر اور عصر باجماعت ادا کیں جو مکرم سعد حیات باجوہ صاحب مربی سلسلہ سسکاٹون نے پڑھائیں۔ ضیافت کی ٹیم نے کھانے میں ناصرات، لجنہ ممبرز اور بچوں کو پیزا Pizza اور آئس کریم پیش کی۔ اس اجتماع میں 59 ناصرات کے علاوہ 52 مائیں، 29 بچے اور 22 کارکنات نے شمولیت کی۔ اجتماع کی تیاری سے لیکر آخری مراحل تک حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اجتماع کی کامیابی کے لئے دعائیہ خطوط لکھے گئے۔ اور پھر اجتماع کے کامیاب انعقاد کی اطلاع بھی بذریعہ خط پیارے آقا کو دی گئی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام شعبہ جات کی ناظمات اور کارکنات کی عاجزانہ خدمات کو قبول و منظور فرماتے ہوئے انہیں بہترین جزا دے اور اس اجتماع کے دُوررس نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

مرتبہ: ظہیر احمد خان۔انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

بنیادی مسائل کے جوابات

سوال:۔ ایک عرب دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں فقہ حنفی کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ارشاد پیش کر کے اپنے بارہ میں لکھا ہے کہ میں فقہ حنفی کو زیادہ اہمیت نہیں دیتا کیونکہ میں بھی قیاس کے خلاف ہوں۔ نیز دریافت کیا کہ کیا میں فقہ ظاہریہ پر عمل کرسکتا ہوں، کیونکہ فقہ ظاہریہ نے قرآن وحدیث کی نصوص کے ظاہر پر عمل کرنے کے بارہ میں بہت زبردست نظریہ پیش کیا ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 21 دسمبر 2020ء میں اس بارہ میں درج ذیل ہدایات فرمائیں:۔

جواب:۔ آپ نے اپنے خط میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جس ارشاد کا ذکر کیا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس میں اُس زمانہ کے دو فریقوں کے قرآن وحدیث کے بارہ میں افراط و تفریط پر مشتمل نظریات کا ردّ فرما کر قرآن وحدیث کا حقیقی مقام بیان کرتے ہوئے اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی ہے کہ حدیث خواہ کیسے ہی ادنیٰ درجہ کی ہو جب تک وہ قرآن کریم اور سنت سے متصادم نہ ہو اسے انسانی فقہ پر ترجیح دی جائے گی۔اور فقہ کی بنیاد قرآن کریم، سنت رسول ﷺ اور حدیث نبوی ﷺ پر ہونی چاہئے۔لیکن اگر کسی مسئلہ کا حل ان تینوں سے نہ مل سکے تو پھر فقہ حنفی کے مطابق عمل کر لیا جائے۔ اور اگر زمانی تغیرات کی وجہ سے فقہ حنفی سے بھی کوئی صحیح راہنمائی نہ ملے تو ایسی صورت میں احمدی علماء اس مسئلہ کے بارہ میں اجتہاد کریں۔چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن اور سُنّت نہ ہو تو خواہ کیسے ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اُس پر وہ عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اُس کو ترجیح دیں۔ اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنّت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کریں کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے اور اگر بعض موجودہ تغیرات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتویٰ نہ دے سکے تو اِس صورت میں علماء اس سلسلہ کے اپنے خداداد اجتہاد سے کام لیں لیکن ہوشیار رہیں کہ مولوی عبد اللہ چکڑالوی کی طرح بے وجہ احادیث سے انکار نہ کریں ہاں جہاں قرآن اور سنّت سے کسی حدیث کو معارض پاویں تو اُس حدیث کو چھوڑ دیں۔‘‘

(ریویو برمباحثہ بٹالوی و چکڑالوی، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 212)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان نصائح پر پوری طرح کاربند ہے اور جب بھی کسی مسئلہ میں اجتہاد کی ضرورت پڑتی ہے تو جماعت کے علماء خلافت احمدیہ کے زیر سایہ اس مسئلہ پر غور و خوض کر کے اجتہاد کے طریق کو اختیار کرتے ہیں۔

کسی احمدی کا قیاس کو ناپسند کرنا اور اس بناء پر فقہ حنفی کو بُرا خیال کرنا درست نہیں۔ اہل علم اور مجتہدین کا جائز حدود میں رہ کر قرآن و سنت اور حدیث سے استنباط کر کے قیاس کے طریق کو اپنانا منع نہیں کیونکہ قرآن کریم اور آنحضور ﷺ کے ارشادات میں قیاس کے حق میں کئی دلائل موجود ہیں۔ نیز خلفائے راشدین نے بھی اپنے عہد مبارک میں قیاس سے کام لیا اور کئی نئے پیش آمدہ مسائل کو آنحضور ﷺ کے زمانہ کے کسی مسئلہ پر قیاس کر کے حل فرمایا۔

اسی طرح قیاس کے حوالہ سے جن لوگوں نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کو اہل الرائے کہہ کر طعن کی ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے پسند نہیں فرمایا۔ چنانچہ ایک موقعہ پر مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کی اسی قسم کی غلطی پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں مخاطب کر کے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مقام کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

’’اے حضرت مولوی صاحب آپ ناراض نہ ہوں آپ صاحبوں کو امام بزرگ ابوحنیفہؒ سے اگر ایک ذرہ بھی حسن ظن ہوتا تو آپ اس قدر سُبکی اور استخفاف کے الفاظ استعمال نہ کرتے آپ کو امام صاحب کی شان معلوم نہیں وہ ایک بحرِ اعظم تھا اور دوسرے سب اس کی شاخیں ہیں اسکا نام اہل الرائے رکھنا ایک بھاری خیانت ہے! امام بزرگ حضرت ابوحنیفہؒ کو علاوہ کمالات علم آثار نبویہ کے استخراج مسائل قرآن میں یدطولیٰ تھا خدا تعالیٰ حضرت مجدد الف ثانی پر رحمت کرے انہوں نے مکتوب صفحہ 307 میں فرمایا ہے کہ امام اعظم صاحب کی آنیوالے مسیح کے ساتھ استخراج مسائل قرآن میں ایک روحانی مناسبت ہے۔‘‘

(الحق مباحثہ لدھیانہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 101)

جہاں تک فقہ ظاہریہ کا تعلق ہے تو اس بارہ میں اہم بات یہ ہے کہ قرآن کریم اور حدیث نبوی ﷺ میں بیان کئی احکامات ایسے ہیں کہ اگر ان کے صرف ظاہری الفاظ کو اپنایا جائے تو اس حکم کی روح اور حکمت کو انسان پا ہی نہیں سکتا۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اسی طریق کو اختیار کرے جس کی نشاندہی آنحضور ﷺ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق مبعوث ہونے والے آپ کے غلام صادق اور اس زمانہ کے حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے راہنمائی پا کر فرمائی ہے اور جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں اوپر کر دیا گیا ہے۔

سوال:۔ ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں ازہر یونیورسٹی کی ایک عہدیدار خاتون کے فتویٰ کہ ’’قرآن کریم میں کوئی ایسی نص نہیں جو مسلمان لڑکی کو غیر مسلم کے ساتھ شادی سے منع کرتی ہو۔‘‘ کے بارہ میں راہنمائی چاہی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 21 دسمبر 2020ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا:

جواب:۔ اسلامی تعلیمات کی بنیاد قرآن کریم کے علاوہ بانی اسلام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت اور قرآن وسنت سے موافقت رکھنے والی احادیث نبویہ ﷺ پر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جہاں قرآن کریم میں بیان احکامات کی پیروی کا مسلمانوں کو حکم دیا وہاں یہ بھی فرمایا ہے کہ قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۳۲﴾ قُلۡ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ ۚ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۳۳﴾ (آل عمران: 32-33) یعنی (اے محمدؐ!) تو کہہ کہ (اے لوگو!) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو (اس صورت میں وہ (بھی) تم سے محبت کرے گا اور تمہارے قصور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔تو کہہ (کہ) تم اللہ اور اس رسول کی اطاعت کرو (اس پر) اگر وہ منہ پھیر لیں تو (یاد رکھو کہ) اللہ کافروں سے ہرگز محبت نہیں کرتا۔

اسی طرح فرمایا وَمَاۤ اٰتٰىکُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡہُ ٭ وَمَا نَہٰىکُمۡ عَنۡہُ فَانۡتَہُوۡا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ (الحشر: 8) کہ یہ رسول جو کچھ تمہیں دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ کا عذاب یقیناً بہت سخت ہوتا ہے۔

ان بنیادی اصولوں کو جاننے کے بعد جب ہم مسلمان عورت کی کسی غیر مسلم مرد سے شادی کے معاملہ پر غور کرتے ہیں تو ہمیں ایک مسلمان عورت کی ہر مشرک، ہر کافر اور ہر اہل کتاب مرد سے شادی کی ممانعت کا واضح حکم قرآن کریم میں ملتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ آیت 222 میں حکم دیتا ہے کہ مشرکوں سے جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں اپنی عورتیں نہ بیاہو۔اور سورۃ المائدہ کی آیت 6 میں جہاں مسلمانوں کیلئے اہل کتاب کا اور اہل کتاب کیلئے مسلمانوں کا کھانا جائز قرار دیا وہاں مسلمان مردوں کو اہل کتاب عورتوں سے نکاح کی تو اجازت دی لیکن مسلمان عورتوں کے اہل کتاب مردوں سے نکاح کا ذکر نہ فرما کر اس امر کی ممانعت کو قائم فرمایا۔ اور سورۃ الممتحنہ کی آیت 11 میں ہجرت کر کے آنے والی مسلمان عورتوں کو کفار کی طرف نہ لوٹانے اور ان عورتوں کو کفار کیلئے اور کفار کو ان مسلمان

عورتوں کیلئے جائز نہ ہونے کی ہدایت فرما کر کفار سے بھی مسلمان عورتوں کو بیاہنے کی ممانعت فرما دی۔

ان قرآنی احکامات کے علاوہ آنحضور ﷺ کی سنت اور آپ کے ارشادات سے کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ حضور ﷺ نے اپنی کسی عزیزہ کو کسی غیر مسلم سے بیاہا ہو۔ یا ان قرآنی احکامات کے نزول کے بعد صحابہ رسول ﷺ نے خود یا حضور ﷺ کے ارشاد پر اپنی کسی بچی کو کسی غیر مسلم سے بیاہا ہو۔ بلکہ اس کے برعکس حضور ﷺ نے صحابہ کو عام نصیحت فرمائی کہ جب تمہارے زیر کفالت کسی مسلمان خاتون کا رشتہ کوئی ایسا شخص طلب کرے جس کا دین اور اخلاق تمہیں پسند ہو تو اس خاتون کو اس سے بیاہ دو، خواہ اس شخص میں کوئی نقص ہو۔ حضور ﷺ نے (دین اور اخلاق والے) اس فقرہ کو تین دفعہ دہرایا۔

(سنن ترمذی کتاب النکاح)

اس زمانہ کے حکم و عدل اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آقا و مطاع کی پیروی میں اسی اسلامی تعلیم کے عین مطابق اپنے متبعین کو نصیحت فرمائی کہ ”غیر احمدیوں کی لڑکی لے لینے میں حرج نہیں ہے کیونکہ اہل کتاب عورتوں سے بھی تو نکاح جائز ہے بلکہ اس میں تو فائدہ ہے کہ ایک اور انسان ہدایت پاتا ہے۔ اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو نہ دینی چاہیئے۔ اگر ملے تو لے بیشک لو۔ لینے میں حرج نہیں اور دینے میں گناہ ہے۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 525 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

حضور علیہ السلام نے سورۃ المائدہ میں بیان نص قرآنی کے تحت ہی غیر احمدی مرد کو اپنی لڑکی دینا گناہ قرار دیا ہے کیونکہ اس آیت میں مسلمان مردوں کیلئے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کے جواز کا تو ذکر کیا گیا ہے لیکن مسلمان عورتوں کو اہل کتاب مردوں سے بیاہنے کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔

سوال:۔ ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ قرآن کریم کے 30 پارے ہونے میں کیا خدائی حکمت ہوسکتی ہے؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 10 جنوری 2021ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب ارشاد فرمایا:

جواب:۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو آیات اور سورتوں کی شکل میں نازل فرمایا اور آنحضور ﷺ نے خدا تعالیٰ کی طرف سے عطاء ہونے والی راہنمائی سے اس کی موجودہ ترتیب کو قائم فرمایا۔ جہاں تک قرآن کریم کو منازل، پاروں اور رکوعات میں تقسیم کرنے کا معاملہ ہے تو یہ بعد میں لوگوں نے قرآن کریم کو پڑھنے کی سہولت کے پیش نظر مختلف وقتوں میں ایسا کیا۔ اسی لئے قرآن کریم کے قدیم نسخہ جات میں ایسی کوئی تقسیم موجود نہیں ہے۔

احادیث میں آتا ہے کہ بعض ایسے صحابہ جو اپنی گھریلو ذمہ داریاں ادا کرنے کی بجائے صرف نفلی عبادات میں ہی مشغول رہتے تھے، ان کے بارہ میں اطلاع ملنے پر حضور ﷺ نے انہیں جو نصائح فرمائیں ان میں سارے قرآن کریم کی تلاوت کیلئے بھی حضور ﷺ نے دنوں کی حد بندی فرمائی تھی۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے بارہ میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا کہ پورے مہینہ میں قرآن مجید ختم کیا کرو۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں تو آپؐ نے فرمایا بیس دنوں میں پڑھ لیا کرو۔ انہوں عرض کیا میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں تو آپؐ نے فرمایا کہ دس دنوں میں ختم کر لیا کرو۔ انہوں نے عرض کیا میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں تو آپؐ نے فرمایا پھر سات دنوں میں مکمل کر لیا کرو اور اس سے زیادہ اپنے آپ کو مشقت میں مت ڈالو کیونکہ تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے جسم کا بھی تجھ پر حق ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الصیام)

بعض کا خیال ہے کہ حضور ﷺ کے اس ارشاد کی روشنی میں بعد میں لوگوں نے اپنی سہولت کیلئے قرآن کریم کو تیس پاروں اور سات منازل میں تقسیم کیا تا کہ زیادہ سے زیادہ ایک مہینہ میں اور کم سے کم سات دنوں میں قرآن کریم کی تلاوت مکمل کرنے والے کیلئے آسانی پیدا ہو سکے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کیلئے طلباء اور اساتذہ کی سہولت کیلئے قرون وسطی میں قرآن کریم کو منازل اور پاروں میں تقسیم کیا گیا۔ اور یہ تقسیم کسی مضمون کے اعتبار سے نہیں بلکہ قرآن کریم کے حجم کے لحاظ کی گئی ہے۔

قرآن کریم کی رکوعات میں تقسیم کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ یہ کام حجاج بن یوسف کے زمانہ میں ہوا اور بعض روایات کے مطابق یہ تقسیم حضرت عثمانؓ نے فرمائی تھی۔ نیز یہ کہ نمازوں کی رکعات میں ایک خاص حصہ قرآن کی تلاوت کی سہولت پیدا کرنے کیلئے رکوعات کی یہ تقسیم کی گئی۔

بہر حال جو بھی ہو، یہ امر متحقق ہے کہ قرآن کریم کی یہ تقسیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے اور نہ ہی حضور ﷺ کی بیان فرمودہ ہے، بلکہ بعد کے زمانوں کی تقسیم ہے، اسی لئے عرب اور غیر عرب دنیا کے مختلف علاقوں میں شائع ہونے والے قرآن کریم کے نسخہ جات میں بعض پاروں کی تقسیم میں فرق بھی پایا جاتا ہے۔ البتہ اس بات میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ اس تقسیم سے نہ تو قرآن کریم کے مطالب سمجھنے میں کوئی فرق پڑتا ہے اور نہ ہی قرآن کریم کی صداقت اور حقانیت پر کوئی حرف آتا ہے۔

سوال:۔ ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں سورۃ الحاقۃ کی ایک آیت کے لفظ ”اُذُنٌ“ کے بارہ میں تحریر کرکے کہ اس سے مراد ریکارڈنگ مشین ہے کیونکہ کان تو کسی بات کو محفوظ نہیں رکھتے بلکہ دل و دماغ محفوظ رکھتے ہیں، راہنمائی چاہی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 10 جنوری 2021ء میں اس بارہ میں درج ذیل راہنمائی فرمائی:

جواب:۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تفسیر صغیر میں سورۃ الحاقۃ کی اس آیت کا ترجمہ اس طرح کیا ہے ”تا کہ اس (واقعہ) کو تمہارے لئے ایک نشان قرار دیں اور سننے والے کان سنیں (اور دل اسے یاد رکھیں)“

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے اس تشریحی ترجمہ میں اس بات کو واضح فرمایا ہے کہ کانوں کا کام صرف سننا ہے یاد رکھنے کا کام یا دل کرتا ہے یا دماغ کرتا ہے۔ چنانچہ سورۃ البقرہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ایک جگہ حضورؓ کان اور آنکھ کے فنکشن کی وضاحت میں ایک نہایت لطیف نکتہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”جب ہم کوئی آواز سنتے ہیں تو اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ یہ آواز باہر سے ہو کر آئی ہے۔ کیونکہ کان کا پردہ وہ قدرتی طور پر اس طرح بنایا گیا ہے کہ ہوا کا زور کان کے پردہ پر پڑتا ہے تو اس سے ایک حرکت پیدا ہوتی ہے۔ ارتعاش کی لہریں یعنی وائی بریشنز (VIBRATIONS) پیدا ہوتی ہیں اور یہی وائی بریشنز دماغ میں جاتی ہیں اور دماغ ان کو الفاظ میں بدل ڈالتا ہے۔ یہی وائی بریشن ہیں جو ریڈیو کے والوز میں پڑتی ہیں اور ریڈیو ان کو الفاظ میں بدل ڈالتا ہے۔ انسانی بناوٹ میں ریڈیو کان ہے اور اعصاب دماغی والوز ہیں۔ ان کے ذریعہ جو حرکات دماغ میں منتقل ہوتی ہیں وہ وہاں سے آواز بن کر سنائی دیتی ہیں۔۔۔ اور جو کچھ تم دیکھتے ہو وہ بھی حرکات ہیں، جن کو آنکھیں شکل میں تبدیل کر ڈالتی ہیں۔ جو چیز تمہارے سامنے گڑی ہوتی ہے وہ تصویر نہیں ہوتی بلکہ وہ فیچرز (FEATURES) یعنی نقش ہوتے ہیں جو آنکھوں کے ذریعہ دماغ میں جاتے ہیں اور وہ انہیں تصویر میں بدل ڈالتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آجکل ریڈیو سیٹ کے ذریعہ تصویریں بھی باہر جانے لگ پڑی ہیں۔“

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 403)

پس حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی اس لطیف تفسیر کی روشنی میں میرے نزدیک سورۃ الحاقۃ کی مذکورہ بالا آیت میں ایک قابل ذکر نشان کے یاد رکھنے کو کان کی طرف اس لئے منسوب کیا گیا ہے کہ کان کے ذریعہ ہی آواز دل و دماغ تک پہنچ کر محفوظ ہوتی ہے۔ باقی اس آیت قرآنی میں لفظ کان سے ریکارڈنگ مشین مراد لینا آپ کی ایک ذوقی تشریح ہے، جو اگر قرآن و سنت اور احادیث کے خلاف نہیں تو اس تشریح میں کوئی حرج کی بات نہیں۔

سوال:۔ ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ اگر گھر میں مردوں کے ہوتے ہوئے صرف عورت اس قابل ہو کہ نماز پڑھا سکے تو کیا وہ نماز پڑھا سکتی ہے۔ اور اگر نہیں تو کیوں نہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 16 جنوری 2021ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا:

جواب:۔ اسلامی تعلیم کی یہ خوبی ہے کہ اس میں مردوں اور عورتوں کے حقوق و فرائض ان کے طبائع کے مطابق الگ الگ مقرر کئے گئے ہیں۔ چنانچہ نماز باجماعت بھی صرف مردوں پر فرض کی گئی اور عورتوں کو اس سے رخصت دی گئی اور عورتوں کا باجماعت نماز ادا کرنا محض نفلی حیثیت قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے مردوں کی موجودگی میں کوئی عورت نماز باجماعت میں ان کی امام نہیں بن سکتی۔

آنحضور ﷺ اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء نے کبھی کسی عورت کو مردوں کی امامت کا منصب تفویض نہیں فرمایا۔

اس زمانہ کے حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی جب بعض اوقات کسی علالت کی وجہ سے گھر پر نماز ادا فرماتے تو نماز کی امامت خود کراتے اور حضور علیہ السلام کو چونکہ کھڑے ہونے سے چکر آ جایا کرتا تھا اس لئے حضرت اماں جان کو پیچھے کھڑا کرنے کی بجائے مجبوراً اپنے ساتھ کھڑا کر لیتے تھے۔

پس اگر کسی جگہ پر مرد اور عورتیں دونوں ہوں تو نماز کا امام مرد ہی ہو گا کیونکہ جو مرد نماز پڑھنے کی اہلیت رکھتا ہے اور اس کی اپنی نماز صحیح ہو جاتی ہے تو اس کی امامت میں دوسروں کی نماز بھی صحیح ہو گی۔

مولانا عطاء المجیب راشد۔ امام مسجد فضل لندن

خلافت: خوف کو امن میں بدلنے کی ضمانت

تقریر جلسہ سالانہ جرمنی 2022ء

اس موضوع کی بنیاد اس آیت کریمہ پر ہے:

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡـًٔا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۵۶﴾

یہ سورۃ النور کی آیت نمبر 56 ہے۔ اس کا اردو ترجمہ اس طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

اس آیت کو آیتِ استخلاف کہا جاتا ہے۔ اس میں یہ بات ظاہر فرمائی گئی ہے کہ جس طرح خدا نے پہلے انبیاء کے بعد خلافت کا سلسلہ جاری فرمایا تھا اسی طرح آنحضور ﷺ کے بعد بھی جاری فرمائے گا اور وہ خلافت نبی کے نور کو لے کر آگے بڑھے گی۔ اور ہر دفعہ جب کوئی خلیفہ گزرے گا تو جماعت کو ایک خوف کا سامنا کرنا پڑے گا جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خلافت کی برکت سے امن میں بدل جائے گا۔ پس سچی خلافت کی نشانی یہ ہے کہ وہ مومنوں کی جماعت کو بدامنی سے امن کی طرف لے آئے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ”الوصیت“ میں یہی فرمایا ہے کہ ایک نبی یا خلیفہ کے گزرنے کے بعد وقتی طور پر یہی محسوس ہوتا ہے کہ اب دشمن اس نور کو بجھا دے گا لیکن آیت استخلاف میں قطعی وعدہ ہے کہ دشمن ہر دفعہ ناکام رہے گا۔

(نوٹ از خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے تین مقدس اور غیر متبدل وعدوں کا ذکر ہے اور ہر بار لامِ تاکید اور نونِ ثقیلہ کی تکرار سے انہیں حتمی اور یقینی بتایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مومنوں سے حتمی وعدہ ہے کہ:

1. ایمان لانے والی اور اعمالِ صالحہ بجالانے والی جماعت کے لئے یہ حتمی وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس جماعت کو خلافت کی عظیم نعمت سے نوازے گا۔
2. اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بھی اس آیت میں مذکور ہے کہ نعمتِ خلافت کی برکت سے اللہ تعالیٰ اُس جماعت کو دینی لحاظ سے مضبوطی اور تمکنت عطا فرمائے گا۔
3. اللہ تعالیٰ کا یہ بھی وعدہ ہے کہ ان عظیم الشان نعمتوں کی برکت سے ایک تیسرا انعام اس جماعتِ مومنین کو یہ عطا ہوگا کہ جب بھی انہیں کسی وجہ سے حالتِ خوف سے گزرنا پڑے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کو حالتِ امن میں بدل دیگا۔

خلافت کی حقیقت اور نوعیت

خلافت کی حقیقت اور نوعیت کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”انبیاء کو تو عصمت کبریٰ حاصل ہوتی ہے۔ لیکن خلفاء کو عصمت صغریٰ حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے کوئی ایسی اہم غلطی نہیں ہونے دیتا جو جماعت کے لئے تباہی کا موجب ہو۔ ان کے فیصلوں میں جزئی اور معمولی غلطیاں ہوسکتی ہیں۔ مگر انجام کار نتیجہ یہی ہوگا کہ اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا اور اس کے مخالفوں کو شکست ہوگی۔ گویا بوجہ اس کے کہ ان کو عصمت صغریٰ حاصل ہوگی خدا تعالیٰ کی پالیسی بھی وہی ہوگی جو ان کی ہوگی۔ بیشک بولنے والے وہ ہوں گے۔ زبانیں انہی کی حرکت کریں گے۔ ہاتھ انہی کے چلیں گی۔ دماغ انہیں کا کام کرے گا۔ مگر ان سب کے پیچھے خدا تعالیٰ کا اپنا ہاتھ ہوگا۔ ان سے جزئیات میں معمولی غلطیاں ہوسکتی ہیں۔ بعض دفعہ ان کے مشیر بھی ان کو غلط مشورہ دے سکتے ہیں لیکن ان درمیانی روکوں سے گزر کر کامیابی انہی کو حاصل ہوگی۔ اور جب تمام کڑیاں مل کر زنجیر بنے گی تو وہ صحیح ہوگی اور ایسی مضبوط ہوگی کہ کوئی طاقت اسے توڑ نہیں سکے گی۔“

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 377)

ایک بہت اہم نکتہ

آیتِ استخلاف کے حوالہ سے حضرت مصلح موعودؓ تفسیر کبیر میں ایک اہم نکتہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”پانچویں علامت اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ: وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا یعنی جب بھی قومی طور پر اسلامی خلافت کے لئے کوئی خوف پیدا ہوگا اور لوگوں کے دلوں میں نورِ ایمان باقی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس خوف کے بعد ضرور ایسے سامان پیدا کر دیگا کہ جن سے مسلمانوں کا خوف امن سے بدل جائے گا۔“

آپ نے مزید وضاحت فرمائی کہ:

”بیشک خوف کا امن سے بدل جانا بھی بڑی نعمت ہے۔ لیکن اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ:

وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا کہ جو بھی خوف پیدا ہوگا اسے امن میں بدل دیا جائے گا۔

بلکہ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا فرمایا ہے۔ کہ جو خوف اُن کے دل میں پیدا ہوگا اور جس چیز سے وہ ڈریں گے، اللہ تعالیٰ اسے دور کر دیگا۔ اور اس کی جگہ امن پیدا کر دیگا۔ پس وعدہ یہ نہیں کہ زید اور بکر کے نزدیک جو بھی ڈرنے والی بات ہو وہ خلفاء کو پیش نہیں آئے گی۔ بلکہ وعدہ یہ ہے کہ جس چیز سے وہ ڈریں گے۔ اللہ تعالیٰ اسے ضرور دور کر دیگا۔ اور ان کے خوف کو امن سے بدل دیگا۔

مثال کے طور پر یوں سمجھ لو کہ سانپ بظاہر ایک بڑی خوفناک چیز ہے مگر کئی لوگ ہیں جو سانپ کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے سانپ کا خوف کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اسی طرح فقر ایک بڑی خوف والی چیز ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: الفقر فخری کہ فقر میرے لئے ذلت کا موجب نہیں بلکہ فخر کا موجب ہے۔

اب اگر کسی کے ذہن میں یہ بات ہو کہ کھانے کے لئے اگر ایک وقت کی روٹی بھی نہ ملے تو بڑی ذلت کی بات ہوتی ہے، تو کیا اس کے اس خیال کی وجہ سے ہم یہ مان لیں گے کہ نعوذ باللہ رسول کریم ﷺ کی بھی ذلّت ہوئی؟ جو شخص فقر کو اپنی عزّت کا موجب سمجھتا ہے۔ جو شخص چیتھڑوں کو قیمتی لباس سے زیادہ بہتر چیز سمجھتا ہے اور جو شخص دنیوی مال و متاع کو نجاست کی طرح حقیر سمجھتا ہے اس کے لئے فقر کا خوف بالکل بے معنی ہے۔

پس خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے: وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ الۡخَوۡفِ اَمۡنًا بلکہ فرمایا ہے: وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا کہ کوئی ایسی خوف والی بات پیدا نہیں ہوگی جس سے وہ ڈرتے ہوں گے۔

اس فرق کو مدنظر رکھ کر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ خلفاء پر کوئی ایسی مصیبت نہیں آئی جس سے انہوں نے خوف کھایا ہو اور اگر آئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے امن سے بدل دیا۔“

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 377-378)

خلاصہ کے طور پر آپ نے مزید فرمایا:

”اصل وعدہ اس آیت میں اُسی خوف کے متعلق ہے جس کو وہ خوف قرار دیں اور وہ بجائے کسی اور بات کے ہمیشہ اس ایک بات سے ہی ڈرتے تھے کہ امت محمدیہ میں گمراہی اور ضلالت نہ آجائے۔ سو خدا کے فضل سے امتِ محمدیہ ایسی ضلالت سے محفوظ رہی اور باوجود بڑے بڑے فتنوں کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی وفات کے بعد اس کی ہدایت کے سامان ہوتے رہے۔“

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 381)

واقعات کی دنیا میں

آیت استخلاف میں مذکور چند اہم اور بنیادی امور کے ذکر کے بعد اب ہم واقعاتی لحاظ سے اس بات کا مختصر جائزہ لیتے ہیں کہ کس طرح خلافت کا آسمانی نظام الٰہی جماعتوں پر آنے والے خوف کے مواقع کو امن وسکون میں بدل دیتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ یہ واقعات، الٰہی جماعتوں کی ترقی کا موجب بن جاتے ہیں۔

خلافت کی نعمت کا آغاز رسول اکرم ﷺ کے وصال کے فوراً بعد ہوا جب کہ صحابہ اس اندوہناک سانحہ کی وجہ سے سخت نڈھال تھے۔ حضرت عمرؓ غم میں ڈوبے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ جو شخص کہے گا کہ رسولِ خدا فوت ہوگئے ہیں، میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔ اس وقت خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو توفیق دی اور وہ سامنے آئے اور آیت: ”وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ“ کی تلاوت کی جس سے صحابہ کو یقین ہوگیا کہ وصالِ نبوی ہو چکا ہے۔ جذبات میں ٹھہراؤ پیدا ہوا اور صحابہ نے مشورہ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ تسلیم کرلیا۔ خوف کی حالت امن میں بدل گئی اور خلافتِ راشدہ کا بابرکت نظام شروع ہوا جس نے مسلمانوں میں یک جہتی، امن اور اتحاد پیدا کیا اور مسلمان ترقی کی شاہراہ پر آگے سے آگے بڑھنے لگے۔ خلافتِ راشدہ کے دوران ہر خلیفہ کی وفات پر خوف اور حزن کے بادل چھاتے رہے اور ہر دفعہ وعدہ الٰہی کے مطابق نئے خلیفہ کے انتخاب کے بعد خوف کی ہر حالت امن میں بدلتی رہی۔

ہمارے اس دورِ آخرین میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد حقیقی خلافت کا احیاء اور قیام ہوا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ”الوصیت“ میں ذکر فرمایا تھا کہ یقین رکھو کہ

اللہ تعالیٰ دو قدرتیں دکھاتا ہے۔نبی کی وفات پر قدرتِ ثانیہ خلافت کی صورت میں آتی ہے اور اللہ تعالیٰ گرتی ہوئی جماعت کوسنبھال لیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ بڑی شان سے پورا ہوا اور ساری کی ساری جماعتِ احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے ہاتھ پر جمع ہوگئی اور بلا استثناء سب نے بیعت میں شمولیت کی جیسا کہ انجمن کے اعلان میں بھی یہ الفاظ تھے کہ کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی حضرت خلیفہ اوّل کو مسیح پاک کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا، خوف کے بادل چھٹ گئے اور احمدیت کا قافلہ ترقی کی منازل کی طرف بڑھنے لگا!

حضرت مسیح موعودؑ نے الوصیت میں واضح طور پر تحریر فرمایا ہے کہ خلافت دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔حضرت خلیۃ المسیح الاوّلؓ کے وصال پرخوف کا موقع اس وقت پیدا ہوا جب چند سرکردہ مگر نادان لوگوں نے خلافت کی نعمت سے منہ موڑا۔لیکن وہی ہوا جس کا وعدہ حضرت مسیح موعودؑ نے دیا تھا۔ جماعت کی غالب اکثریت نے خدائی تصرف سے انجمن کی بجائے خلافت کے حق میں رائے دی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بار پھر جماعت میں خلافت کا نظام مستحکم بنیادوں پر قائم ہوگیا۔ اور یہ سلسلہ حضرت مصلح موعودؓ کی بابرکت قیادت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نصف صدی سے زائد عرصہ تک آگے سے آگے بڑھتا گیا۔

الٰہی سلسلوں کے دشمنوں اور حاسدوں کی کبھی کمی نہیں ہوتی لیکن خدائی تقدیر کے مطابق پسپائی اور ہزیمت ہمیشہ ان کا مقدر ہوتی ہے۔حضرت مصلح موعودؓ کے اس سنہری دور میں جماعت کے اندر منافقین اپنی مفسدانہ سرگرمیوں میں مصروف رہے۔ علاوہ ازیں جماعت کی روزافزوں ترقی دیکھ کر مخالفین بھی سرگرم عمل ہوگئے۔مجلسِ احرار نے مخالفت کا عَلم بلند کیا اور قادیان کی مقدس بستی کے تقدّس کو پامال کرنے کی کوشش کی۔ جماعت کے لئے مسلسل خوف اور پریشانی کا باعث بنتے رہے۔ اپنی طاقت کے گھمنڈ میں انہوں نے یہ نعرہ بھی بلند کیا کہ ہم مرکزِ احمدیت قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجاکر دم لیں گے۔ انہوں نے ہرطرح خوف کی فضا پیدا کی۔ اس کے جواب میں حضرت مصلح موعودؓ نے ایک خطبہ جمعہ میں بڑے جلال سے فرمایا کہ:

’’خدا مجھے اور میری جماعت کو فتح دیگا۔۔۔زمین ہمارے دشمنوں کے پاؤں سے نکل رہی ہے اور میں ان کی شکست کو ان کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں‘‘

(الفضل قادیان، 30 مئی 1935ء)

خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلی سے احرار اپنے مقاصد میں کلیتہً ناکام و نامراد رہے اور جماعت کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ان کی مفسدانہ چالوں سے محفوظ رکھا بلکہ امن و امان سے ساری دنیا میں اشاعتِ اسلام کی عالمگیر تدبیر تحریکِ جدید کی صورت میں عطا فرمائی۔تحریکِ جدید کا شجرۂ طیبہ ساری دنیا پر سایہ فگن ہوگیا۔ دنیا کے کناروں تک اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچا اور گزشتہ ایک صدی میں اس کے شیریں اثمار ہزاروں مسجدوں، مراکزِ تبلیغ، مدارس، جامعات، اخبارات اور ہسپتالوں کی صورت میں خلافتِ احمدیہ کے زیرِ سایہ دن رات خدمتِ انسانیت میں مصروف ہیں۔ کیا ہی حسین انتقام ہے مجلسِ احرار کے ظالمانہ عزائم کا اور کیا ہی ایمان افروز منظر نظر آتا ہے۔ آج تحریکِ جدید کے ذریعہ قریہ بہ قریہ اسلام کی تبلیغ اور انسانیت کی بے لوث خدمت ساری دنیا میں دن رات جاری ہے اور تیزی سے وسعت پذیر ہے۔ یہ سب نظامِ خلافت کے ثمرات ہیں۔

1947ء میں جب قیامِ پاکستان کے وقت جماعت کو اپنے مرکز قادیان دارالامان سے ہجرت کرنی پڑی تو احمدی مہاجرین کے لئے کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ خلافت کی برکت سے اور خلیفۂ وقت کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے ایک وسیع و عریض مگر کلیتہً بنجر سرزمین حاصل کرنے اور اسے ایک خوشنما شہر میں تبدیل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ افرادِ جماعت کو بے سروسامانی میں قادیان سے نکلنا پڑا لیکن خلافت کی برکت سے ایک پر امن مرکز مل گیا جو آج پاکستان کے خوشنما شہروں میں شمار ہوتا ہے۔ خلافت کے ذریعہ خوف کے امن میں تبدیل ہونے کی کیا شاندار مثال ہے!

خلافت ثانیہ کے دوران 1953ء میں جماعت کے خلاف حکومتی سطح پر ایک خطرناک مہم کی صورت میں ابتلاء کی صورت پیدا ہوئی۔ اس موقع پر حکومتِ وقت نے کھلم کھلا سامنے آ کر جماعت اور خلیفۂ وقت پر پابندیاں لگانے کی جسارت کی۔ جماعت کی تاریخ میں یہ ایک بہت ہی خوفناک مرحلہ تھا جس نے ساری جماعت کو ہلا کر رکھ دیا۔ اس موقع پر بھی سچے وعدوں والے خدا نے جماعت کو اُس حالتِ خوف سے نکال کر امن کا حصار عطا فرمایا۔ اس موقع پر خلیفۂ وقت حضرت مصلح موعودؓ کا کردار ناقابل فراموش ہے۔

ہوا یہ کہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ نے 12 مارچ 1953ء کو جماعت کو نوٹس دیا کہ جماعت کے خلاف کاروائیوں کے بارہ میں کوئی بیان نہ جاری کیا جائے۔ اس عرصہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے ایک پیغام میں جماعت کو بشارت اور تسلی دی کہ گھبراؤ نہیں، خدا میری مدد کے لئے دوڑا چلا آرہا ہے۔ اس کے ردّ عمل میں گورنر پنجاب نے براہ راست حضرت مصلح موعودؓ کو نوٹس جاری کر دیا کہ آپ موجودہ صورتِ حال میں کسی قسم کا کوئی بیان جاری نہ کریں۔ اس موقع پر حضرت مصلح موعودؓ نے نہایت پُرجلال انداز میں گورنر کا پیغام لانے والے افسر کو فرمایا:

’’آپ اس وقت اکیلے مجھ سے ملنے آئے ہیں اور کوئی خطرہ محسوس کئے بغیر میرے پاس پہنچ گئے ہیں۔ اسی لئے کہ آپ کو یقین ہے کہ گورنمنٹ آپ کی پشت پر ہے۔ پھر اگر آپ کو یہ یقین ہے کہ گورنمنٹ کا نمائندہ ہونے کی وجہ سے حکومت آپ کی مدد کرے گی۔ تو کیا میں جو خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ خلیفہ ہوں، مجھے یقین نہیں ہونا چاہیئے کہ خدا میری مدد کرے گا۔‘‘

آپ نے بڑے جلال اور یقین سے فرمایا: ’’بے شک میری گردن آپ کے گورنر کے ہاتھ میں ہے لیکن آپ کے گورنر کی گردن میرے خدا کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کے گورنر نے میرے ساتھ جو کچھ کرنا تھا وہ کرلیا۔ اب میرا خدا اپنا ہاتھ دکھائے گا‘‘

سنیئے اور غور سے سنیئے! کہ خدائے ذوالجلال نے کس شان سے اپنی تجلی کا ظہور فرمایا۔ خلیفہ وقت کی زبانِ مبارک سے یہ الفاظ جاری ہوئے اور آپ کی کہی ہوئی بات چند دنوں کے اندر اندر ایسے حیرت انگیز طریق پر پوری ہوئی کہ ایک عالَم انگشت بدنداں رہ گیا۔ پاکستان کی مرکزی حکومت کے حکم سے مسٹر آئی آئی چندریگر کو جو اس وقت گورنر پنجاب تھے برطرف کر دیا گیا اور ان کی جگہ میاں امین الدین صاحب گورنر پنجاب مقرر ہوئے، جنہوں نے یکم مئی 1953ء کو یہ ظالمانہ نوٹس واپس لے لیا۔ اور اس حقیقت پر ایک بار پھر مہر تصدیق ثبت ہوگئی کہ

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

1965ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی رحلت جماعت کے لئے ایک عظیم زلزلہ تھی۔ ہر طرف خوف کے بادل چھا رہے تھے۔ اس مرحلہ پر بھی خدائے قادر و توانا نے اپنے وعدہ کے مطابق جماعت کے سر پر دستِ شفقت رکھا۔ مخالفین کی کوششوں کو خاک میں ملا دیا اور دنیا نے دیکھا کہ خلافتِ ثالثہ کے زیرِ سایہ جماعت کا قافلہ ہر پہلو سے بلندیوں کی طرف بڑھنے لگا۔ یہ دیکھ کر حکومتی سطح پر جماعت کی مخالفت کا طوفان اٹھا۔ 1974ء میں قومی اسمبلی میں خلیفہ ثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کئی دن تک سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ ملاؤں کے ہاتھ کوئی بھی قابلِ اعتراض بات نہ آئی۔ لیکن دنیوی طاقت کے نشہ میں مغرور حاکمِ وقت کے ایماء پر جماعت کو غیرمسلم قرار دے دیا گیا۔ یہ وقت ساری جماعتِ احمدیہ عالمگیر کے لئے بہت نازک اور خطرناک تھا۔ اس خوف کے وقت خدائے قادر نے اپنے سچے وعدوں کے مطابق یہ چمکتا ہوا نشان دنیا کو دکھایا کہ ظالم اور جابر حاکمِ وقت اپنے جرموں کی پاداش میں پھانسی پر جھولتا نظر آیا اور کوئی کوشش بھی اسے عبرتناک انجام سے بچا نہ سکی۔ یہ وہی حاکم تھا جس نے ایک موقع پر اپنی ترنگ میں یہ کہا تھا کہ میں جماعتِ احمدیہ کے ہاتھ میں کشکول پکڑ وا دوں گا۔ دیکھو کہ اس تعلّی کا کیا نتیجہ نکلا۔خود تو وہ نشانِ عبرت بن کر دنیا سے رخصت ہوا اور ہر آنے والی حکومت آج تک ہاتھوں میں کشکول پکڑے دربدر ملکوں سے بھیک مانگتی نظر آتی ہے۔ فاعتبروا یا أولی الابصار!

اس جگہ میں یہ ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ کا اپنا ایک بیت المال ہے۔ جماعت کے افراد انفاق فی سبیل اللہ کرتے ہوئے دل کھول کر چندے دیتے ہیں اور جماعت کا یہ خزانہ ہمیشہ بھرا رہتا ہے۔ جماعت کی ساری تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ 213 ممالک میں قائم کسی ایک جماعتِ احمدیہ نے کبھی بھی ایک دھیلہ تک کسی حکومت سے نہ مانگا اور نہ وصول کیا۔ جماعت کا خزانہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ بھرا رہتا ہے!

1982ء میں حضرت خلیفہ ثالثؒ کے وصال پر ایک بار پھر غم اور خوف کو خدائی تقدیر نے امن میں بدل دیا اور جماعت اپنی تاریخ کے ایک اور شاندار دور میں داخل ہوئی۔ خلافت رابعہ کا آغاز ہوا اور خلافت کے ساتھ وابستہ برکتوں کے دروازے کھل گئے لیکن ایک اور ظالم حاکم وقت نے ایک سفّاکانہ آرڈیننس 20 کے ذریعہ احمدیوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔ احمدیت سے وابستگی کا اعلان اور کسی پہلو سے یہ اظہار، یا اسلام کی تبلیغ ایک قابل تعزیر جرم قرار دے دیا گیا۔ اس ظالمانہ قانون کے بعد خلیفۂ وقت کے لئے ملک میں رہتے ہوئے اپنے دینی فرائض ادا کرنا ناممکن ہوگیا۔سخت خوف اور فکرمندی کا وقت تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس حالتِ خوف کو اپنے فضل سے ایک بار پھر امن میں بدل دیا۔ خلیفۂ وقت نے عاجزانہ دعاؤں اور مشوروں کے بعد پاکستان سے ہجرت کا فیصلہ کیا۔سخت نگرانی کی وجہ سے باہر جانا بظاہر ناممکن تھا لیکن دستِ قدرت نے خلیفہ وقت کو ہرطرف کڑی نگرانی کے باوجود فرشتوں کی حفاظت میں ملک چھوڑنے کی توفیق دے دی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی پاکستان سے انگلستان ہجرت میں ہجرت مدینہ کی جھلک نظر آتی ہے۔ قدم قدم پر خطرات منڈلا رہے تھے ہرطرف خوف چھایا ہوا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی غالب قدرت نے سارا سفر امن و سلامتی کے ساتھ کروایا اور آپ خیریت سے لندن پہنچ گئے۔ ساری دنیا کے احمدیوں نے خوف کو امن میں بدلنے کا ایک اور ایمان افروز نظارہ دیکھا!

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا 21 سالہ دورِ خلافت ایک تاریخی دور تھا۔ ہرطرف ایک غیرمعمولی جذبہ سے جماعتِ احمدیہ آگے سے آگے بڑھنے

لگی۔ اس دور میں وقفِ نو کی بابرکت تحریک جاری ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت کو MTA کا عظیم ذریعۂ ابلاغ عطا کیا جس کے ذریعہ تبلیغ کا سلسلہ ساری دنیا پر محیط ہوگیا۔ یہ ساری عالمگیر ترقیات ایسی تھیں کہ دشمنانِ احمدیت کے دلوں میں خار بن کر کھٹکنے لگیں۔

پاکستان کی حکومت کی اشیر باد سے جماعت کی مخالفت تیز سے تیز تر ہونے لگی۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے حکمرانِ وقت کو اس بارہ میں انتباہ کیا اور مباہلہ کا چیلنج بھی دیا۔جس کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے وہ اپنی روش پر قائم رہا۔ بلکہ یہ بھی کہا کہ میں احمدیت کے کینسر کو مٹا کر دم لوں گا۔ اس پر حضور رحمہ اللہ نے ایک خطبہ جمعہ کے دوران فرمایا:

’’جماعتِ احمدیہ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک والی رکھتی ہے، ایک ولی رکھتی ہے۔ جماعت احمدیہ کا ایک مولا ہے اور زمین و آسمان کا خدا ہمارا مولا ہے لیکن میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تمہارا کوئی مولا نہیں۔ خدا کی قسم! جب ہمارا مولا ہماری مدد کو آئے گا تو کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکے گا۔ خدا کی تقدیر جب تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کرے گی تو تمہارے نام و نشان مٹا دیئے جائیں گے اور ہمیشہ دنیا تمہیں ذلت اور رسوائی کے ساتھ یاد کرے گی‘‘

(خطبہ جمعہ 14 دسمبر 1984ء)

اس اِنذار کے صرف چار سال کے اندر اندر، محفوظ ترین فوجی جہاز میں سفر کرتے ہوئے یہ آمر اپنے فوجی ساتھیوں کے ساتھ حادثہ کا شکار ہو گیا اس کا جسم خاک کا ڈھیر بن گیا۔ اللہ تعالیٰ کی غالب تقدیر نے اس کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ خلیفۂ وقت کی زبانِ مبارک سے نکلی ہوئی بات حرف بہ حرف پوری ہوگئی!

نئی خلافت کے آغاز کا وقت ہمیشہ ہی بہت خوف اور حزن کا وقت ہوتا ہے۔مومنوں کے دل جانے والے کے غم سے رنجور ہوتے ہیں اور جماعت کی تاریخ گواہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت کو نیا خلیفہ عطا کرتا ہے تو امن و عافیت اور خوشی ومسرت اور شکر کی ناقابلِ بیان کیفیت ہوتی ہے۔ ہر بار ایسا ہوتا رہا ہے خلافتِ خامسہ کے وقت تو یہ کیفیت بے مثال تھی۔ نہایت پر امن طور پر کاروائی ہوئی اور جب اس کا اعلان ہوا تو یوں لگا کہ رحمتِ باری تعالیٰ نے امن وسکون اور شادمانی کی دولت عطا کر دی ہے۔خوشی کے آنسوؤں کا سیلاب بہہ نکلا اور جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بیعت لینے سے قبل یہ ارشاد فرمایا کہ احباب بیٹھ جائیں تو اسی لمحہ سارا عالَم احمدیت تعمیلِ ارشاد میں بیٹھ گیا۔ اطاعت کا یہ نمونہ اور تعمیلِ ارشاد کا یہ عالَم ساری دنیا کے لوگوں کے ذہنوں پر نقش ہوگیا!

’’امن کا سفیر‘‘

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے بے شمار ملکوں کے ایوانوں میں خود جا کر اسلام کی پُر امن تعلیمات کے بارہ میں بہت پُر اثر خطابات فرمائے۔ ان کی وجہ سے آپ کو ’’امن کے سفیر‘‘ کا خطاب دیا گیا ہے۔ لا تعداد لوگوں نے اعتراف کیا ہے کہ حضور کی زبانِ مبارک سے اسلام کا تعارف سن کر آپ کی آواز ہمارے دل میں گھر کر گئی ہے اور ہمارے دل و دماغ اسلام کی تعلیم سے سرشار ہو گئے ہیں۔صرف ایک اعتراف پیش کرتا ہوں:

2012ء میں حضورِ انور نے برسلز میں یورپین پارلیمنٹ سے خطاب فرمایا۔ اس موقع پر Bishop Dr Amen Howard جنیوا (سوئٹزرلینڈ) سے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب میں شمولیت کے لئے آئے تھے، انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار جن الفاظ میں کیا وہ توجہ سے سننے والے ہیں۔ انہوں نے کہا:

’’یہ شخص جادوگر نہیں لیکن ان کے الفاظ جادو کا سا اثر رکھتے ہیں۔لہجہ دھیما ہے لیکن ان کے منہ سے نکلنے والے الفاظ غیر معمولی طاقت، شوکت اور اثر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس طرح کا جرأت مند انسان میں نے اپنے زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔آپ کی طرح کے صرف تین انسان اس دنیا کو مل جائیں تو امن عامہ کے حوالے سے اِس دنیا میں حیرت انگیز انقلاب مہینوں نہیں بلکہ دنوں کے اندر برپا ہوسکتا ہے اور یہ دنیا امن اور بھائی چارہ کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ میں اسلام کے بارہ میں کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا تھا۔ اب حضور کے خطاب نے اسلام کے بارہ میں میرے نکتۂ نظر کو کلیۃً تبدیل کر دیا ہے۔‘‘

(احمدیہ گزٹ کینیڈا مئی 2018ء صفحہ 20)

خلافتِ خامسہ میں بھی جماعت کے لئے خوف اور پریشانی کے اوقات آئے لیکن قرآنی وعدہ کے مطابق ہر خوف امن مین تبدیل ہوتا رہا۔ اس کی ایک مثال بطور نمونہ پیش کرتا ہوں:

28 مئی 2010ء کو لاہور میں جماعتِ احمدیہ کی دو مرکزی مساجد دار الذکر اور بیت النور ماڈل ٹاؤن میں مخالفین نے عین جمعہ کے وقت خوفناک حملہ کیا جس کے نتیجہ میں 86 احمدیوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ اس وحشت اور بربریت نے ایک دفعہ تو ساری عالمگیر جماعت کو ہلا کر رکھ دیا۔ اس جاں گداز موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جس مومنانہ عزم اور محبت سے ساری جماعت کو اور بالخصوص شہادت پانے والوں کے پسماندگان کو حوصلہ، صبر اور دعاؤں کی نصیحت فرمائی وہ ایسا مرہم تھا جس نے ورثاء کو اپنے قدموں پر کھڑا کر دیا۔حضورِ انور نے ایک ایک شہید کے گھر میں براہِ راست فون کر کے سب افرادِ خاندان سے بات کی اور ان سے دلی تعزیت فرمائی۔ ایسی محبت اور پیار کی گفتگو فرمائی جس سے ان کے دل کناروں تک بھر گئے۔ بعد ازاں شہداء کی فیملیز سے ایسی دلداری کا سلوک فرمایا جس کو وہ کبھی بھول نہیں سکتے۔ جماعت پر آنے والے خوف کے بعد امن میں تبدیل ہونے کی یہ مثال عدیم النظیر ہے!

اللہ تعالیٰ کا بے حد کرم اور احسان ہے کہ ہمیں خلافتِ خامسہ کا کامیابیوں اور ترقیات سے بھرپور سنہری دور اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی توفیق اور سعادت مل رہی ہے۔ آج خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے سوا دنیا میں کوئی قائد نظر نہیں آتا جس کو خدا نے مقرر کیا ہو، کوئی ایسا سربراہ نہیں جس کے سر پر خدا کا سایہ ہو۔ کوئی ایسا نہیں جس کو خدائی مدد اور نصرت کا عَلَم عطا کیا گیا ہو۔ کوئی نہیں جس کے قدموں میں خدائی اذن سے عالمگیر فتوحات بچھتی چلی جاتی ہیں۔

ہم یقیناً بہت خوش قسمت ہیں کہ ہم نے یہ بابرکت دورِ خلافت پایا جس میں خدائی تائید و نصرت اور قبولیتِ دعا کے اعجازی نشانات موسلادھار بارش کی طرح برستے چلتے جاتے ہیں اور احمدیت کی عالمگیر فتح کی منزلیں قریب سے قریب تر ہوتی جا رہی ہیں۔

جماعتِ احمدیہ کے لئے ایک فتح کے بعد دوسری فتح منتظر ہے اور ہمارے مخالفین کے نصیب میں ناکامی اور پھر ناکامی اور پھر ناکامی لکھی جا چکی ہے۔ ہم تو مسیح دوراں کی جماعت ہیں جس نے فرمایا تھا کہ میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں!

’’خلافت: خوف کو امن میں بدلنے کی ضمانت ہے‘‘۔ اس بیان میں رتّی برابر بھی شک نہیں۔ خلافتِ احمدیہ کے ہر دور میں اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت اس بات پر شاہدِ ناطق ہے۔ اللہ تعالیٰ جو سب طاقتوں کا مالک ہے وہ خلافت پر ایمان لانے والوں اور اس نعمتِ خداوندی سے منسلک ہونے والی جماعت پر آنے والے، خوف کے سب حالات کو اپنی قادرانہ قدرت سے امن میں بدل دیتا ہے۔ یہ خدائی وعدہ ہمیشہ اور ہر دور میں پورا ہوتا رہا ہے۔ ہر خوف امن میں بدلتا رہا ہے۔ آج اس عظیم الشان جلسہ سالانہ میں ہزاروں کی تعداد میں احمدی موجود ہیں جو اس بات کے زندہ گواہ ہیں کہ ہم نے خلافتِ احمدیہ کے بابرکت سایہ میں رہتے ہوئے، ہر حالتِ خوف کو ہمیشہ امن میں بدلتے ہوئے، اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور ہم حلفاً یہ اعلان کرتے ہیں کہ یہ خدائی وعدہ خلافت کے ہر دور میں بڑی شان سے پورا ہوتا رہا ہے اور آج بھی خلافتِ خامسہ کے مبارک دور میں بڑی شان سے پورا ہو رہا ہے۔ جماعت احمدیہ عالمگیر اس شان سے دنیا میں ہر طرف پھیلتی جارہی ہے کہ اس کو دیکھ کر مخالفین کی ہر کوشش اپنی موت آپ مرتی جارہی ہے۔ یہی خدائی تقدیر ہے جو ہمیشہ جاری و ساری رہے گی!

اختتامیہ

ہم سب پر خدائے ذوالمنن کا عظیم احسان اور کرم ہے کہ اس نے ہمیں خلافت کے خدّام میں شامل ہونے کا شرف عطا کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں ایک عظیم امانت کا امین بنایا ہے۔ ایک عظیم الشان انعام سے نوازا ہے جو آج دنیا میں کسی اور جماعت کو نصیب نہیں۔ لیکن یاد رہے کہ یہ سعادت اپنے ساتھ عظیم ذمہ داریاں بھی لے کر آئی ہے۔ یہ انعام ہمیں اطاعت کی دعوت دیتا ہے۔ ایسی اطاعت کہ اپنا کچھ نہ رہے اور ہم میں سے ہر ایک پیارے آقا کے اشارے پر نثار ہونے کو بے تاب نظر آئے۔ یہ انعام ہمیں قربانی اور استقامت کے میدانوں کی طرف بلاتا ہے۔ وہ میدان جن میں قرون اولیٰ اور اس دورِ آخرین کے صحابہ کرامؓ کی عظیم الشان قربانیوں کی داستانیں رقم ہیں۔ ان داستانوں کو آج پھر زندہ کرنا ہمارا فرض ہے۔ مکّہ کی وادیوں میں گونجنے والی حضرت بلالؓ کی صدائے ’’اَحَدٌ اَحَدٌ‘‘ کی بازگشت کو دہرانا آج ہمارے ذمہ ہے۔

دیکھو اور سنو! کہ اُحد کے شہداء کی روحیں پکار پکار کر تمہیں دعوت دے رہی ہیں کہ جس طرح انہوں نے ہتھیلیوں پر رکھ کر، اپنی جان کے نذرانے پیش کئے تھے اور شمعِ رسالت پر آنچ نہ آنے دی۔ اسی طرح آج تم بھی پروانہ وار شمعِ خلافت کا طواف کرو اور وقت آئے اور ضرورت پڑے تو فزت برب الکعبۃ کا نعرہ لگاتے ہوئے شہادت کی ابدی زندگی کے وارث بن جاؤ!

اے شمعِ خلافت کے پروانو!
گوش بر آوازِ آقا بن جاؤ

حضرت مقدادؓ نے ایک اعلان کیا تھا اور صحابہ نے اس کے ایک ایک حرف کو سچ کر دکھایا تھا۔ اسی طرح آج تم بھی اس بات کا عزم کرو کہ ہم سب شمعِ خلافت کے دائیں بھی لڑیں گے، بائیں بھی لڑیں گے، آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ اور دشمنانِ احمدیت اُس وقت تک شمعِ خلافت تک نہیں پہنچ سکتے جب تک ہماری لاشوں کو روند کر نہ جائیں۔ آیئے ہم خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر ایک بار پھر یہ عہد کریں کہ ہمارے سر تو تن سے جدا ہو سکتے ہیں لیکن ہمارے جیتے جی کوئی اس شمع خلافت کی طرف بری نیت سے پیش قدمی نہیں کرسکتا۔ ہرگز نہیں کرسکتا!

خدا کرے کہ ہم سب اس عہد کو پورا کرنے والے ہوں اور ہم سب کی طرف سے ہمیشہ ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔ اللہ تعالیٰ حضورِ انور کو اپنی حفظ و امان میں رکھے، لمبی اور فعال، مبارک زندگی عطا فرمائے اور ہم سب کا شمار خلافتِ احمدیہ کے جانثاروں میں ہو۔ آمین

ذیشان محمود۔ سیرالیون

ہجرت، مہاجر اور پیچھے رہ جانے والے احمدی

بی بی سی سیر بین کی چند ماہ قبل آنے والی رپورٹ کے مطابق پاکستان کے توہین مذہب کے قوانین کے سبب کئی احمدی پاکستان سے ہجرت کر گئے۔ پاکستان کی حکومت اس پر بات کرنے سے گریزاں ہے، انسانی حقوق کی تنظیمیں اس موضوع پر بات تو کرتی ہیں لیکن ان کی تعداد ایسے ہی ہے جیسے آٹے میں نمک۔۔۔

ہم ان ہجرتوں کے گواہ بلکہ عینی شاہدین میں سے ہیں۔ مخالفین ان ہجرتوں کو احمدیوں کا بھاگنا یا اپنی فتح خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ احمدی باہر ہی جانا چاہتے ہیں۔ لیکن ان ہجرتوں کا ایک اور پہلو بھی ہے اور وہ یہ کہ جہاں یہ مہاجر اپنے وطن سے دور ہوتے ہیں وہیں ان کے پاکستان میں رہ جانے والے عزیز بھی اسی قدر دوری برداشت کرتے ہیں۔ واقعی ہجرت ہجر کا ہی دوسرا نام ہے۔ ہجر کا غم دونوں جانب برابر اثر انداز ہوتا ہے۔

ایکسپریس ٹریبیون کی ایک رپورٹ میں ایک مولوی صاحب نے کہا تھا کہ احمدی جان بوجھ کر توہین کے مرتکب ہوتے ہیں تا کہ ایف آئی آر کٹے اور وہ باہر جائیں۔

وائے افسوس کتنا سستا سودا خیال کر لیا۔ اِنۡ ھُمۡ اِلَّا یَخۡرُصُوۡنَ۔

احمدیوں کی ہجرتیں آسان نہ تھیں۔ ان ہجرتوں میں کئی گھر اور خاندان بکھر گئے۔ ہم نے کئی احمدیوں کو اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر باہر ہجرت کرتے دیکھا۔ لیکن ان کے پیچھے رہ جانے والے والدین بہن بھائیوں یا اولاد کو بھی ان کی جدائی میں ہلکان ہوتے دیکھا ہے۔ بوڑھی لاچار آنکھیں اپنے پیاروں کی راہیں تکتی دھندلا گئیں۔ ان آنکھوں سے بہنے والے اشکوں کے دریا خشک ہو گئے لیکن ان کے پیارے بوجوہ واپس نہ آسکے۔ پھر ہم نے ان بوڑھی ہڈیوں کو قبر میں بھی اتار دیا کیونکہ ان کے پیارے ان کے جنازوں کو کندھا دینے کے لئے بھی نہ آسکے۔

گھبرا کے دردِ ہجر سے اے میہمانِ عشق
جس من میں آ کے اترے ہو وہ من اُداس ہے
آنکھوں سے جو لگی ہے جھڑی تھم نہیں رہی
آ کر ٹھہر گیا ہے جو ساون اُداس ہے

پھر ہجرت کر کے کون فوری آسائش میں رہا۔ اسائلم سے شہریت تک کے بیسیوں مسائل کے ساتھ بیرون ملک ابتدائی ذلت و خواری سے کون ناواقف ہوگا۔ بعض کو کئی کئی سال تک شہریت نہیں ملتی اور پاکستانی ہونے کا لیبل جہاں حب الوطن کے جذبے کے تحت خون گرما جاتا ہے وہیں بطور پاکستانی یہ لوگ بعض ملکوں میں تعصب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس تعصب سے تو پاکستان کے سابق وزیر اعظم بھی ایک ایئر پورٹ پر نہ بخشے گئے تھے۔ لیکن کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی پاکستانی احمدی کے سبب ملک کا پرچم سرنگوں ہوا ہو۔ بلکہ بیرون ملک آ کر احمدی اور ان کی اولاد در اولاد مختلف شعبہ ہائے زندگی میں پاکستان کا نام ہی روشن کر رہے ہیں۔

مٹی کی محبت میں ہم آشفتہ سروں نے
وہ قرض اتارے ہیں کہ واجب بھی نہیں تھے

(افتخار عارف)

قطع نظر عقیدہ و مسلک کے پاکستان میں ایک اچھا اور بہتر وقت گزرا۔ پاکستان سے مادر وطن ہونے کے ناطے پیار اور محبت اسی معیار کی ہے کہ حب الوطن من الایمان کا نعرہ سر عام بلند کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہوتی۔ لیکن دکھ اس بات کا ہے کہ پاکستان میں لوگ صرف اپنے مذہب، مسلک اور فرقے کو ہدایت یافتہ اور برحق خیال کرتے ہوئے باقی لوگوں کو انسان ہی خیال نہیں کرتے۔ دوسری جانب اسلامی فرقوں کے یا دیگر مذاہب کے مابین پاکستان میں مذہبی رواداری برائے نام ہے۔ چند ذاتی واقعات پیش کرنا مقصود ہیں۔

ایک بار ہم چند دوست ریل میں سفر کر رہے تھے کہ ساتھ بیٹھے چند مسافر بشمول ایک مولوی صاحب حکومت اور ملکی نظام پر طعنہ زن تھے۔ انہوں نے خاکسار کو شامل گفتگو کرتے ہوئے رائے مانگی۔ خاکسار نے اطاعت حکام والے صاحب کی تائید کی تو وہ مولوی صاحب جو اس بات کے مخالف تھے۔ انہوں نے تو سیدھا مسلک ہی پوچھ لیا اور کہا کونسا مسلک یہ تعلیم دیتا ہے۔ خاکسار نے قرآنی آیت اور حدیث پیش کی تو وہ خاموش تو ہوئے لیکن مسلک پوچھنے پر مصر رہے۔ بالآخر میں نے بتا دیا تو انہیں جیسے سانپ سونگھ گیا۔ وہ اٹھے اور اپنی برتھ کھولی اور فوری سونے لگے۔

ریل کے سفر میں کئی بار ایسا ہوا کہ ہم نوجوان (طلبا) جامعہ کو اکٹھے بلا کسی گالم گلوچ اور لڑائی جھگڑے کے سفر کرتے دیکھ کر اور نمازوں کے اوقات میں آمنے سامنے بیٹھے نماز پڑھتے دیکھ کر، دوسرے مسافروں نے داد دی بلکہ سراہا بھی۔ بعض لوگ حلیے سے یا بعض اوقات فوری پہچان کر کنی کترا جاتے۔

ربوہ کے رہائشی افراد فیصل آباد لاہور سے شاپنگ کرتے ہیں۔ چنیوٹ ہمسائے میں ہونے کے سبب ربوہ کا ایک بڑا حصہ ضروریاتِ زندگی کے لئے چنیوٹ ہی جاتا ہے۔ سیرالیون آنے سے قبل خاکسار بھی چنیوٹ سے کچھ عرصہ سامان کی خریداری کرتا رہا ہے۔ جس کی ایک وجہ مختلف ورائٹی کا مہیا ہونا اور دوسرا ربوہ کی نسبت قیمتوں کا فرق بھی تھا۔ وہاں بعض شریف النفس دکان داروں کو اپنے کاروبار سے غرض تھی اور وہ آرام سے مناسب قیمت پر کپڑے اور دیگر سامان دے دیتے تھے۔

لیکن ایک بار ایسا ہوا کہ جوتوں کی ایک سٹال نما دکان پر خاکسار اہلیہ کے ساتھ رکا تو اس سے قبل ہم کسی چیز کو ہاتھ لگاتے ایک لمبی داڑھی والے صاحب جلدی سے باہر آئے اور کہنے لگے کہ میں نے قادیانیوں کو کچھ نہیں بیچنا۔ ہم نے کہا ہم نہیں لیتے صرف دیکھ رہے۔ اس پر وہ غصے سے کہنے لگے کہ دیکھو بھی مت۔ کچھ اور لوگ بھی باہر آ گئے۔ جس کے بعد ہم نے اپنی راہ لی۔

کراچی جیسے بڑے شہر میں جہاں ہر قسم کی آزادی کا تصور پایا جاتا ہے، اکثر احمدیوں کو مذہبی تعصب کا سامنا ہے۔ کراچی شہر میں اس صدی کے آغاز سے ہی مذہب کے نام پر احمدیوں کو جان سے مارنے کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ جو اب تک جاری ہے۔ ہمیں شروع میں احمدی ہونے کے سبب محلہ میں ایسے مسائل کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔ مختصر آبادی مل جل کر رہ رہے تھے۔ لیکن جب نماز سینٹر قائم ہوا اور علاقے کی آبادی بڑھی، بعض لوگ نئے شفٹ ہوئے تو وہ تعصب کا مادہ بھی ساتھ لئے آئے۔ ایک پڑوسی ایسے تھے کہ جب والدہ کچھ پکا کر ان کے گھر بھجواتیں تو وہ وصول تو کر لیتے لیکن اگلے روز وہی سالن یا میٹھا باہر پھینک دیتے لیکن ہماری والدہ ہمیشہ پڑوسیوں کو خوش دلی سے کچھ نہ کچھ بھجواتی رہیں۔ ایک پڑوسی بچوں کو سکول چھوڑنے اور لیتے جاتے وقت اپنا چھوٹا بچہ ہمارے گھر چھوڑنا محفوظ خیال کرتے لیکن عقائد کے اختلاف پر وہی مخالفت برقرار رہتی۔

سیر بین کی رپورٹ میں کہا گیا کہ سکول میں احمدی بچوں کو قرآن پڑھنے پر پابندی ہے۔ بالکل یہی واقعہ ہمارے ساتھ بھی پیش آیا تھا۔ لیکن بھلا ہو ہمارے پرنسپل صاحب کا۔ جو ایک پڑھے لکھے، نہایت خوش اخلاق اور وسیع القلب نوجوان تھے۔ سکول میں ہم نے انہیں عین جوانی کی حالت میں کلین شیو دیکھا تھا۔ سکول میں جب ہمیں مسلک کے باعث بعض مسائل کا سامنا ہوا تو پرنسپل صاحب نے سٹینڈ لیا اور والد صاحب سے ملاقات کر کے تسلی بھی دلائی۔ سکول میں قرآن خوانی یا اپنے گھر پر قرآن خوانی کی تقریب میں ہمیں لازمی شامل کرتے اور تمام طلباء کی طرح ہم ایک ایک سیپارہ کی تلاوت کرتے۔

انہوں نے احمدیہ عقائد جاننے کے لئے بانیٔ سلسلہ کی کتب بھی مانگیں۔ والد صاحب نے کشتی نوح اور اسلامی اصول کی فلاسفی پڑھنے کو دی۔ سکول مکمل ہونے کے بعد ان کے گھر پر والد صاحب کے ساتھ ایک ملاقات میں انہوں نے دونوں کتب کی تعریف کی اور بتایا کہ انہوں نے دونوں کتب مکمل پڑھیں تھیں۔ اس کے بعد انہوں نے مکمل داڑھی بھی رکھ لی اور مزید دلچسپی کا اظہار بھی کیا۔ پھر سکول میں ہمیں اپنی باری پر نا صرف اسمبلی میں تلاوت کرنے کا موقع دیا جاتا رہا بلکہ جمعہ کے روز نعت بھی پڑھتے رہے لیکن یہ موقع ہر جگہ ہر احمدی کو نہیں ملتا کیونکہ اکثر جگہ پرنسپل ہی فسادی ذہنیت کے مالک ہوتے ہیں یا بعض کٹر اساتذہ کے دباؤ میں آجاتے ہیں۔

بات سکول کی ہو رہی ہے تو ایک اور واقعہ پیش ہے۔ ڈرگ روڈ میں رہائش کے دوران کرسچین سکول میں کچھ عرصہ تعلیم حاصل کی۔ آٹھویں کلاس کے دو سیکشن تھے۔ آخری پیریڈ اسلامیات اور بائیبل کا ہوتا دونوں سیکشن کے طلباء ویسے تو ملے جلے تھے لیکن مسلمان طلباء سیکشن اے جبکہ عیسائی طلباء سیکشن بی میں جمع ہو جاتے۔ سندھ ٹیکسٹ بورڈ کی شائع کردہ آٹھویں کی اسلامیات کی کتاب میں ایک سبق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تھا جس کا آخری جملہ قادیانی اور لاہوری جماعت کے عقیدہ کے متعلق تھا۔

مجھے پہلے ہی بتایا گیا تھا کہ یہ استانی احمدیوں کو پسند نہیں کرتیں۔ اور پہلے بھی احمدی طلباء کی کلاس میں بے عزتی کر چکی ہیں۔ یہ سبق پڑھتے ہوئے انہوں نے ہم دو احمدی طلباء (مجھے اور مکرم شاہد مسعود صاحب مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ) کو بڑی نخوت سے کھڑا کیا اور احمدی عقائد کے بارہ نہایت نامناسب الفاظ استعمال کئے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے متعلق ’’قادیانی‘‘ دلیل بھی طلب کی۔ میں نے سورہ آل عمران آیت 145 پڑھی جو موسم گرما کی تعطیلات کے دوران تربیتی کلاس میں یاد کروائی گئی تھی۔ ابھی آیت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے حوالہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ کے واقعہ کا ذکر شروع ہی کیا تھا کہ وہ بولیں بیٹھو بیٹھو۔۔ ایسی آیت ہی قرآن میں نہیں اور نہ ایسا کوئی واقعہ ہوا ہے۔ قادیانیوں کے قرآن میں ایسی آیت ہو گی۔

بہر حال فائنل امتحان تک چند طلباء کا گروہ استانی صاحبہ کو اس جملے ’’قادیانی قرآن‘‘ کی دہرائی کر کے تنگ کرتا رہا۔ بالآخر ایک دن میں جماعت کا شائع کردہ چھوٹا قرآن لے گیا اور اپنے سیٹ فیلو اور ایک دو

دوستوں کی تسلی کروائی کہ وہ اس قرآن کو چیک کر لے۔جس کے بعد وہ طالب علم کچھ نہ کہتے۔

ایسے مسائل سے مختلف مقامات پر احمدی طلباء کو آئے دن سامنا رہتا ہے۔ ہم ایک مدرسہ میں قرآن کریم کا تلفظ سیکھنے جاتے تھے۔ کچھ عرصہ ہم سب نے اس میں تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں انہیں ہمارا احمدی ہونا معلوم ہوگیا۔ کیونکہ میرا بھائی نماز کا تازہ جیبی سائز پرنٹ ساتھ لے گیا اور اس وقت نماز کے نئے پرنٹ میں نیت نماز تکبیر کے بعد پرنٹ ہوئی تھی۔ کچھ طلباء نے شکایت کی تو بڑے قاری صاحب نے والد صاحب کو بلا کر کہا کہ ہم نے اپنے مرکز سے پوچھا ہے وہ کہتے ہیں کہ ان کے بچوں کو پڑھا کر اپنا کر لو۔ والد صاحب نے ہمیں کہا کہ صرف قرآن کریم پر توجہ دیں باقی اگنور کریں۔ پھر مدرسہ میں یکے بعد دیگرے مختلف قاری صاحبان تقاریر کرنے لگ گئے۔جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ جانا بتاتے۔ روزانہ ہم سب طلباء قاری صاحب سے ہاتھ ملا کر کمرے سے باہر نکلتے تھے۔ قاری صاحب اکثر کہتے کہ بتاؤ مسلمان کب ہونا ہے؟ راہ چلتے یا بازار میں ملتے تو یہی کہتے کہ مسلمان کب ہونا ہے۔

پھر ہمارا اپنا باقاعدہ نماز سینٹر بن گیا اور اس میں قاری محمد اکرم صاحب کا تقرر ہوا جن سے ہم نے قرآن پڑھنا شروع کیا۔ قاری صاحب نومبائع تھے جنہیں ان کے کزن نے احمدی کیا تھا۔قاری صاحب کے خلاف بھی فتویٰ شائع ہوا جس پر ان کو نیپال ہجرت کرنا پڑی اور نیپال میں زلزلے سمیت مالی ومعاشرتی مسائل جیسا سخت تکلیف دہ طویل وقت گزار کر اب کینیڈا میں اپنی فیملی کو اچھی اور پُر امن زندگی دینے کے خواہاں ہیں۔

مثالیں اور بھی کئی ہیں۔ لیکن جو وقت بھی گزرا اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہا۔ ہم نے بچپن میں والدین سے 74ء کے تکلیف دہ حالات کا سنا تھا۔ لیکن پھر نئی صدی میں جب احمدیت کی دن دگنی رات چوگنی ترقیات ہوئیں تو اسی قدر خصوصاً پاکستان کے احمدیوں نے اپنے خون سے اس کی آبیاری کی۔ اس زمانہ کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔مہاجرین کو دیکھا، ان کے عزیزوں کو دیکھا، شہداء کو دیکھا، زخمیوں کو دیکھا، اسیران کو دیکھا، ان ماؤں، باپوں، بہنوں بھائیوں، بیٹے، بیٹیوں سمیت کئی غیر رشتہ دار احمدیوں کو بھی ان مصائب پر صبر کے آنسو ضبط کرتے دیکھا۔مرنے والوں پر تو کسی نہ کسی طور صبر آہی جاتا ہے لیکن ہجر اور جدائی انسان کی روح کو ماہیٔ بے آب کی مانند کر دیتی ہے۔ ان تڑپتی روحوں کو خدا کے حضور گریہ کناں بھی دیکھا ہے۔

ہم بیرون پاکستان رہنے والے احمدی ہر دم دعا گو ہیں کہ جو احمدی پاکستان میں ہیں وہ ہر لحہ ہر آن ان شریروں کے شر سے خدا کی امان میں رہیں۔ آمین

دیارِ مغرب سے جانے والو! دیارِ مشرق کے باسیوں کو
کسی غریب الوطن مسافر کی چاہتوں کا سلام کہنا
ہمارے شام وسحر کا کیا حال پوچھتے ہو کہ لمحہ لمحہ
نصیب اِن کا بنا رہے ہیں تمہارے ہی صبح وشام کہنا

اور جو ہجرت کر گئے ان کے لئے یہ شعر عرض ہے۔

ہر گام پہ فرشتوں کا لشکر ہو ساتھ ساتھ
ہر ملک میں حفاظت تمہاری خدا کرے

آمین۔

ایڈیٹر کے نام خطوط

• مکرم ذیشان محمود سیرالیون سے تحریر کرتے ہیں۔

ابھی ایک مضمون لکھ رہا تھا کہ حسب معمول رات کے آخری پہر آپ کے آج مؤرخہ 19 اگست کے شمارے کا پیغام موصول ہوا۔اس سے قبل کے پیغام کے ساتھ لف پی ڈی ایف موصول ہوتی۔ فہرست میں مذکور ’’جلسہ سالانہ یوکے کا آنکھوں دیکھا حال‘‘ کے عنوان نے اپنی طرف جذب کرلیا۔ کلک کر کے مضمون شروع کیا تو تحریر کی شائستگی، روانی اور سلاست نے آخری لفظ تک پڑھ کر ختم کرنے پر مجبور کر دیا۔ جب شکریہ کے لئے دوبارہ وٹس ایپ کھولا تو پی ڈی ایف بھی موصول ہوچکی تھی۔ جو خوبصورت فوٹوز کے ساتھ مزین تھا۔ ہردو کے لئے ادارے کو جزاکم اللہ کی دعا پیش ہے۔ کارکنان جلسہ کے ساتھ الفضل بھی شکریہ کا مستحق ہے کہ جلسے کے علمی مائدہ اور روحانی ماحول کو قارئین تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔

• مکرمہ امتہ الباری ناصر امریکہ سے تحریر کرتی ہیں۔

آپ نے جلسہ سالانہ پر آنکھوں دیکھا حال لکھ کر ایک تاریخ محفوظ کر دی ہے۔ جزئیات کی اچھی تصویر کشی کی ہے جزاک اللہ۔ ہم دور افتادہ ناظرین نے ایم ٹی اے کی برکات سے فائدہ اٹھایا اور پل پل نظریں سکرین پر گاڑے رکھیں۔ جو جلسہ لندن میں ہورہا تھا وہ دنیا کے نہ جانے کتنے گھروں میں دیکھا جارہا تھا گویا گھر گھر میں جلسہ ہورہا تھا۔ ناصر صاحب اور خاکسار عمر کے جس دور سے گزر رہے ہیں۔ یہ سہولت ایک نعمت عظمیٰ ہے۔سارے پروگرام انتظامات بغیر کسی مداخلت کے توجہ سے دیکھے اور سنے۔ الحمد للہ۔ مجھے پھولوں سے دلچسپی ہے جلسہ کی اسٹیج پر پھول سجانے والوں کو اللہ پاک جزا عطا فرمائے یہ گلدستے تازہ بہ تازہ یونہی نہیں بن جاتے کونسا پھول کب لگایا گیا ہوگا دیکھ بھال کی ہوگی کہ جلسہ پر تازہ ملیں محنت اور لگن درکار ہے۔جس نے بھی جلسے کو کامیاب بنانے میں حصہ لیا سب کو اللہ پاک جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔ اپنے تأثرات اتنی تفصیل سے لکھنے لگی تو آپ کے مضمون سے بڑا مضمون بن جائے گا۔ لہٰذا اپنی ایک نظم لکھ کر اجازت چاہتی ہوں۔

جلسہ کے تاثرات

شریک جلسہ تھے ہم میزباں مسیحا تھا
عجب سرور میں ہم نے یہ جلسہ دیکھا تھا
حضور جلسہ میں آئے تھے بادشاہ کی طرح
دلوں کو وا کئے ہر جا نثار بیٹھا تھا
وہ ایک بحرِ معارف جِلَو میں لائے تھے
بہت لطیف مضامیں بیان سادہ تھا
کُھلے دلوں سے بٹے تھے خزانے روحانی
ہر ایک لفظ دلوں سے دلوں میں جاتا تھا
ہر ایک سمت تھے خوش باش خوشنما چہرے
واں پر خلوص محبت کا دریا بہتا تھا
ہر اک تھا کھولے ہوئے سچے پیار کی بانہیں
سلام لب پہ تھا آنکھوں سے مسکراتا تھا
دلوں پہ ضرب لگاتا تھا نعرہء تکبیر
ترانے حمد کے دل جھوم جھوم گاتا تھا
خوشی سے سب کو بتاتے تھے سب بڑے چھوٹے
بہت قریب سے آقا کو ہم نے دیکھا تھا
دعائیں دل سے ہیں یہ رونقیں رہیں قائم
کہ ساتھ مل کے بچھڑنے کا غم بھی رہتا تھا
ہے ہم پہ فرض دعائیں بہت دعائیں کریں
بہت ہی برکتوں والا ہمارا جلسہ تھا

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

ایڈیٹر کے نام خط

مکرم ایڈیٹر صاحب الفضل آن لائن لندن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مذہبی طباعت واشاعت کی دُنیا میں الفضل آن لائن لندن 19/ اگست 2022ء میں جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء کی آپ کی مرتب کردہ رپورٹ انٹرنیٹ پر پڑھنے کی توفیق ہوئی۔ میں اور میرے ساتھی جو پروفیسر اور اعلیٰ تعلیم یافتہ غیر احمدی ہیں بہت متاثر ہوئے۔ بے حد خوبصورتی کے ساتھ آپ نے اس کو منظر عام پر لایا ہے۔ جو لوگ مجبوری میں ایم ٹی اے پر اس پروگرام کو دیکھ نہ سکے ان کے لئے آپ کی یہ کاوش ممنون احسان رہے گی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کہ ہم جلسہ سالانہ یوکے 2022ء میں بنفس نفیس شامل ہیں۔ ہے تو یہ اخبار لیکن آنکھوں دیکھا حال کا سماں باندھ رہا تھا۔ ماشاء اللہ بیش بہا پیش رفت ہے۔ اس صورت حال اور اس کی قدر و منزلت کو بیان کرنے کے لئے ہمارے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ آپ نے اس بابرکت جلسہ سالانہ کے تمام شعبہ جات کا بہت خوبصورتی سے منظر کشی کر کے تعارف کرایا ہے۔ گویا آپ نے سمندر کو کوزہ میں قید کر دیا ہے۔ اس بابرکت جلسہ سالانہ لندن کی رپورٹ میں ہر پہلو اور ہر گوشہ اُجاگر ہوا ہے۔ اس کے لیے آپ اور آپ کے معاون مبارکباد اور دعاؤں کے مستحق ہیں۔

شاید آپ کے لئے یہ یقین کرنا مشکل اور مبالغہ ہو گا کہ ایک ہی نشست میں یہ رپورٹ بلکہ سارا اخبار پڑھ ڈالا۔ ایک تو تحریر میں چاشنی پھر جامع و مانع الفاظ کا ذخیرہ جو اردو ادب کی انتہاء کو چھو رہا تھا دوسرا ایسا تسلسل کے مکمل مطالعہ کئے بغیر ہٹنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا۔ اب اردو ادب کا معیار کہیں زیادہ بلند ہو چکا ہے۔ ماشاء اللہ آپ کا الفضل آن لائن لندن اس کی جیتی جاگتی تصویر ہے اور آپ کا اداریہ ’’عہد کے درد کو بھی کر محسوس‘‘ اور ’’گجیاں (money box) ‘‘بچوں اور بڑوں کے لئے بھی سبق آموز ہے۔ بچپن کی یادیں تازہ ہوگئیں، دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تُو۔ جزاکم اللہ تعالیٰ وکان اللہ معکم

والسلام

خاکسار

علامہ محمد عمر تماپوری کوآرڈینیٹر
مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، انڈیا

ایک سبق آموز بات

موثر قوت سماعت

سننے کا عمل ایک دوطرفہ فعال عمل ہے نہ کہ یک طرفہ اور غیر فعال سا کام۔ بولنے اور کسی قسم کا بھی ردعمل یا جواب دینے سے قبل سوچ سمجھ کر صورت حال اور سامنے موجود شخص کی حیثیت اور مرتبہ کو سمجھنا ضروری ہے۔ اکثر لوگ کسی کی بات سن کر اسے اپنی کہانی سنانے میں جلدی کرنے لگتے ہیں جبکہ ایک اچھا سننے والا اپنے ردعمل میں کچھ سوالات. جن میں مدد اور ہمدردی کا جذبہ موجود ہو، کرتے ہوئے مزید تفصیلات جاننے کی کوشش کرتا ہے جس سے کہنے والے کی تسلی اور تشفی ہو سکے۔

کاشف احمد

فقہی کارنر

خرگوش حلال ہے؟

کسی نے خرگوش کے حلال ہونے پر حضرت اقدسؑ سے پوچھا تو آپؑ نے فرمایا:

’’اصل اشیاء میں حلت ہے، حرمت جب تک نص قطعی سے ثابت نہ ہو تب تک نہیں ہوتی۔‘‘

(البدر 14 نومبر 1902ء صفحہ 19)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

اعلان رخصتانہ

• **مکرم محمد افضل ظفر مربی سلسلہ ایلڈوریٹ ریجن کینیا تحریر کرتے ہیں کہ**

مورخہ 21 اگست 2022ء احمدیہ مشن ہاؤس نیروبی (کینیا) کے احمدیہ ہال میں بعد نماز مغرب مکرم طارق محمود ظفر امیر و مشنری انچارج کینیا کی صاحبزادی مکرمہ ڈاکٹر باسمہ طارق کی تقریب رخصتانہ منعقد ہوئی۔ ان کا نکاح مکرم ڈاکٹر سعد کرامت ابن مکرم ناصر کرامت آف لاس اینجلس امریکہ سے 20 اکتوبر 2021ء کو مکرم ملک بشارت احمد مربی سلسلہ نے پڑھایا تھا۔ تقریب رخصتانہ کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو مکرم معلم ادریس موئرو نے کی۔ بعدہ مکرم سمیر احمد بٹ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعائیہ منظوم کلام ’’یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی‘‘ پڑھا۔ آخر میں مہمان خصوصی مکرم محمد محمود طاہر سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن جو کہ دلہن عزیزہ ڈاکٹر باسمہ طارق کے ماموں ہیں نے دونوں خاندانوں کا مختصر تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دلہا اور دلہن صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسلوں سے ہونے کی سعادت رکھنے کے علاوہ یہ اعزاز بھی رکھتے ہیں کہ ان دونوں خاندانوں میں ایک قابل ذکر تعداد واقفین زندگی کی ہے جو دنیا کے مختلف حصوں میں خدمات سلسلہ بجا لا رہے ہیں اور بفضل خدا خود دلہن بھی وقف نو کی مبارک تحریک کا حصہ ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس رشتہ کے جانبین کے لیے مبارک اور مثمر بثمرات ہونے کے لیے دعا کروائی۔ احباب جماعت سے اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے اور دونوں خاندانوں کے لئے باعث خوشی و مسرت ہونے کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

طلوع وغروب آفتاب

2/ستمبر 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:46	18:36
مدینہ منورہ	04:43	18:39
قادیان	04:40	18:52
ربوہ	04:20	18:31
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:48	19:47